التحفة الجميلة

شرح

قصيدة العقيلة

تالیف

استاذ القراء قاری ابوالحسن علی اعظمی

صدر شعبہ تجوید دار العلوم دیوبند

قرأت اکیڈمی ®
لاهور

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

شرح

التحفة الجميلة

مؤلف

استاذ القراء قاری ابوالحسن علی اعظمی
صدر شعبہ قرآءت دارالعلوم دیوبند

علیٰ

عقیلۃ اتراب القصائد

للامام ابی القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد الشاطبیؒ

فی علم الرسم العثمانی

قرأت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انتباہ

نام کتاب ------ التحفة الجميلة شرح قصيدة العقيلة

تالیف ------ قاری ابوالحسن اعظمی

ناشر ------ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سرورق ڈیزائن ------ یونیک گرافکس۔الفضل مارکیٹ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ــــ اما بعد!

قاری مقری کے لئے جن چار علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم رسم الخط (رسم خط عثمانی) بھی ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان فن ہے۔ قراءت کے ارکان ثلثہ میں سے ایک مستقل رکن ہے۔ چنانچہ علماء اور ائمۂ فن نے اس فن میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں علامہ ابوعمرو عثمان ابن سعید ابن عثمان دانی اندلسیؒ (م ۴۴۴ھ) کی "المقنع" نہایت اہم ہے۔ اسی کے مضامین و مسائل کو حضرت العلامہ الشاطبیؒ صاحب قصیدہ شاطبیہ لامیہ (م ۵۹۰ھ) نے اپنے مخصوص اسلوب اور عمدہ پیرایۂ بیان میں مع کچھ زیادات کے ۲۹۸ اشعار میں منظوم کیا ہے۔ اور حسب عادت استعارات اور نادر تشبیہات سے کام لیا ہے جس سے یہ قصیدہ نہایت فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ یک گونہ چیستاں ہو گیا ہے اس قصیدہ کا نام "عقیلۃ اتراب القصائد فی اسنی المقاصد" ہے، نام کی طوالت کی وجہ سے صرف "عقیلہ" اور حرف را پر اشعار کے ختم ہونے کی وجہ سے "رائیہ" کے مختصر نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

قصیدہ شاطبیہ لامیہ کی طرح یہ قصیدہ بھی مدارس عربیہ کے شعبۂ قراءت میں داخل نصاب ہے اور قراءت سبعہ کے لئے مدار تکمیل ہے۔

رسم الخط القرآنی جیسا اہم اور عظیم الشان فن، پھر قصیدۂ رائیہ جس کے ساتھ علامہ شاطبیؒ جیسے جلیل القدر امام فن اور ولی کامل کا دلکش نام بھی ہو، ہر دور کے علماء فن نے اس کی طرف خصوصی اعتنا کیا اور اس کی شرحیں لکھیں جیسے "الوسیلہ" از علامہ السخاویؒ تلمیذ صاحب قصیدہ، "شرح العقیلہ" از علامہ جعبریؒ "موسیٰ ابن جار اللہ" فازانی، "اتحاف فضلاء البشر" از علامہ احمد البناء دمیاطیؒ "المعانی الجلیلہ" از المقری عبداللہ صاحب مرادآبادیؒ۔ "اسہل الموارد" از المقری فتح محمد صاحب پانی پتی مدظلہ۔ وغیرہ۔

ان شروحات کے بعد پھر کسی جدید شرح و بیان کی ضرورت نہیں تھی مگر بے اعتنائی اور ناقدریٔ فن کے باعث یہ سب کتابیں نایاب ہو چکی ہیں، عام طلبہ اور اساتذہ کے سامنے رائیہ کے حل کے لئے کوئی سہل الحصول ذریعہ نہیں ہے۔ ہندوستان کے ارباب فن اور اساتذہ کی جانب نظر کی تو جواب خاموشی

میں ملا، بالآخر حضرت الاستاذ مولانا المقری محب الدین احمد صاحب الہ آبادی صدر شعبہ مرکزی دار القرات لکھنؤ کے حکم سے، اپنی کم مائیگی اور علمی بے بضاعتی کے احساس کے ساتھ محض متوکلاً علی اللہ اس قصیدے کی مختصر اور ضروری تشریح کا کام اول رجب سے شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سترہ یوم میں اختتام پذیر ہوگیا۔ فالحمد للہ علی ذالک!

طلباء مدارس کی سہولت پسندی نیز وسائل وذرائع کے فقدان کے باعث غیر ضروری مباحث اور تفصیلات سے احتراز کیا ہے۔ اشعار نقل کرنے کے بعد ترجمہ کیا گیا ہے اور ترجمہ کو مطلب خیز بنانے کے لئے..... بین القوسین تشریحی عبارت بڑھائی گئی ہے اور حسب ضرورت قدرے تفصیلی کلام بھی کیا گیا ہے۔

رسم الخط سے متعلق کچھ ضروری باتیں مناسب معلوم ہوئیں اس لئے بطور مقدمہ ایک مختصر مضمون اصل مقصود سے پہلے شامل کتاب کیا گیا ہے۔

صاحب قصیدہ سے واقفیت کیلئے ضرورت تھی کہ مختصر حالات لکھدیے جائیں، مگر چونکہ راقم اس سے پہلے قصیدہ لامیہ کی شرح "النفحات القاسمیہ" میں آپ کے مختصر حالات وسوانح درج کر چکا ہے لہٰذا اسے غیر ضروری اور تکرار محض خیال کرتے ہوئے قلم انداز کیا گیا ہے..... اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم اور لطف بے نہایت سے اس خدمت کو قبول فرمائے، اور طلبہ اور شائقین فن کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع اور راقم کیلئے زادِ آخرت بنائے، آمین!!

ابوالحسن اعظمی

صدر شعبہ قرات دارالعلوم دیوبند

ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۲ھ -

مقدمہ

رسم الخط کی اہمیت

قرآن مجید کا یہ رسم الخط توقیفی اور سماعی ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسموع اور آپؐ کے امر و املاء سے ثابت و منقول اور لوح محفوظ کی ہیئت کتابت اور رسم الخط کے مطابق منزل من اللہ ہے اس کے اندر کسی کی رائے اور قیاس کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ "خطان لا یقاسان۔ خط القوافی وخط القرآن۔ اس کی متابعت اور موافقت واجب اور مخالفت حرام ہے، جامعہ ازہر کے علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔

ائمہ کی ایک بڑی جماعت کہتی ہے کہ علماء اور قراء پر واجب ہے کہ قرآن کے رسم الخط کا علم حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں، اس لئے کہ یہ کاتب وحی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسم ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امانت دار تھے۔ عرضہ اخیرہ کے مشاہد تھے، آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ از خود نہیں بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور آپؐ کے ارشاد کے موافق لکھا ہے اس لئے کسی کے لئے بھی اس رسم و کتابت سے اختلاف کی قطعاً گنجائش نہیں، حضرت امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسم قرآنی کی مخالفت ناجائز بلکہ حرام ہے اور باجماع صحابہ جس طرح لکھا گیا ہے اسمیں تبدیلی کی گنجائش نہیں، وہ علم میں ہم سے بڑھ کر دل و زبان کے لحاظ سے صادق تر اور امانت داری میں ہم سے برتر تھے، علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:۔

وقال مالک القرآن یکتب بالکتاب الاول لا مستحدثاً سطراً

یعنی امام مالکؒ نے فرمایا کہ قرآن پہلی ہی کتابت کے موافق لکھا جائے نہ کہ اس نئی کتابت کے موافق جس پر آن فی زمانہ لکھا گیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کے وہ الفاظ جو تلفظ کے خلاف مرسوم ہیں انھیں تلفظ کے موافق کر دیا جائے تو جواباً آپ نے [ ] فرمایا۔

علامہ جعبریؒ رقمطراز ہیں:۔

"رسم المصحف توقیفا ھو مذھب الائمۃ الاربعۃ" (شرح العقیلہ)

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"در رسم الخط واجب است و خلاف رسم الخط نوشتن قرآن گناہ است،	یعنی رسم الخط واجب ہے، اور اس کے خلاف قرآن کی کتابت گناہ ہے اور تغییر

لہٰذا بر کاتبانِ قرآن واجب است تعلیم رسم بدون علم رسم در تحریرِ قرآن غلطی خواہد شد، پس ثواب محجب مستحق عذاب خواہند شد ۔ ''	اس کے علم کے تعلیم میں غلطی کا امکان۔ لہٰذا بجائے ثواب کے مستحق عذاب ہو سکتے ہیں۔

(تحفۂ نذریہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کھلا معجزہ ہے کہ آپؐ نے کسی سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا لیکن اس کے باوجود جس طرح صحابہ کرامؓ کو قرآن کا پڑھنا سکھایا اسی طرح اس کے لکھنے کے طریقے بھی بتائے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ دوات کا منہ کھلا رکھو تاکہ بوجہ تنگی دقت نہ ہو، اور قلم پر ترچھا قط لگاؤ اور بسم اللہ کی با کو خوب بڑی لکھو، اور سین کے دندانوں کو بھی واضح کرو، اور میم کی آنکھ کو خراب نہ کرو، اور اللہ کو خوبصورت لکھو، اور رحمٰن کو یعنی اس کے نون کو دراز کرو، اور الرحیم کو بھی عمدگی سے لکھو'' آگے فرماتے ہیں :۔

'' وضع قلمک علی اذنک الیسریٰ فانہ اذکر لک ''

قلم کو بائیں کان پر رکھنے کا حکم فرمایا کہ اس میں یادداشت زیادہ ہے ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کتابت اور رسم الخط کے متعلق کس قدر تفصیلی ہوتے تھے ۔ پھر یہ ارشاد کہ من کتب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مجودۃ غفر اللہ لہ، یعنی جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو خوب عمدہ اور بنا سنوار کر لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے ـــــ یہ بتلاتا ہے کہ حسن خط بھی پیش نظر تھا۔

خط اور رسم الخط

خط کے معنیٰ ہیں کلمہ کو اس کے ان حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف وابتداء کے وقت پائے جاتے ہیں۔ اور رسم الخط کے معنیٰ ہیں قرآنی کلمات کو حذف زیادت وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے۔

محققین کی رائے پر قرآن کے خط میں تو تبدیلی درست ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی خط نسخ وعربی کے بجائے خط نستعلیق، اردو اور فارسی خط میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ گو اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قرآن کو بلکہ دیگر عربی عبارتوں کو بھی عربی ہی خط میں لکھا جائے، کیونکہ بعض علماء کے قول پر تو قرآن کو عربی کے سوا دوسرے خط میں لکھنا ناجائز ہے چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی '' اتقان '' میں ہے کہ زرکشی فرماتے ہیں کہ کیا قرآن کو غیر عربی خط میں لکھنا درست ہے ؟ مجھے اس بارے میں کسی عالم کی کوئی عبارت نہیں ملی۔ لیکن اس کے جواز کی گنجائش ہے، کیونکہ پڑھنے والے تو اسے خوبصورت اور درست کر کے عربی

ہی میں پڑھیں گے۔ گو قریب تر یہی ہے کہ اس سے منع کیا جائے۔
لیکن رسم الخط میں تبدیلی قطعًا ناجائز ہے۔
خط اور رسم الخط کے فرق کو سمجھنے کے لئے درج ذیل مثالوں میں غور کیجیے:۔
العلمین۔ الرحمن۔ الصلحت۔ ھؤلاء۔ من نبأی المرسلین وغیرہ
ان کلمات میں ان کا موجودہ خط رسم عثمانی کے موافق ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے پس ان میں خط اور رسم الخط دونوں ہیں۔ اور ان کو اس طرح لکھیں۔
العالمین۔ الرحمان۔ الصالحات۔ ھا ألاء۔ من نباء المرسلین۔ تو ان کی یہ کتابت گو تلفظ کے موافق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ ان سب میں الف لکھا ہوا ہے، پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں ہے۔
اسی طرح اگر ان الفاظ کو خط نسخ (عربی) کے بجائے خط نستعلیق (اردو) میں لکھیں تب بھی دو صورتیں ہونگی۔ یعنی حروف میں کمی بیشی نہ ہو تو خط کے بدل جانے کے باوجود بھی رسم عثمانی کے موافق کہلائیں گے۔ اور اگر حروف میں کمی بیشی ہو جائے تو پھر رسم کے خلاف ہوں گے۔ خط بدلے یا نہ بدلے۔
اس سے یہ بھی نکلا کہ قرآن کو انگریزی یا ھندی خط میں لکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے کیونکہ ان میں بیشتر عربی حروف نہیں آتے، پس وہ خط میں معدوم ہوں گے۔
امام کسائی رح وغیرہ سے منقول ہے کہ اس رسم خط میں بڑے اسرار ہیں، عجیب و غریب نئی نئی چیزیں ہیں، جن میں عقلاء کی عقلیں حیران اور انھیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔
اور رسم بھی الفاظ قرآن کی طرح معجزہ ہے کہ اس کے اسرار بشری طاقت سے بالاتر ہیں خلاصہ یہ کہ یہ رسم، حروف مقطعات و متشابہات کے قبیل سے ہے۔ جن کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے واللہ اعلم بمرادہ بذالک!

خط کی قسمیں

خط کی بارہ ۱۲ قسمیں ہیں:۔
۱۔ **معقلی**۔ یہ سیدنا ادریس علیہ السلام کی ایجاد ہے۔
۲۔ **قیرا موزی**۔ سب سے پہلے قرآن مکہ میں اسی خط میں لکھا گیا۔
۳۔ **حیری**۔ اس پر دوسری بار مدینہ میں لکھا گیا جہاں دو غزوات میں جو قیدی مدینہ میں آئے تھے ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا تھا کہ ہر قیدی مہاجرین کو لکھنا سکھا دے اور یہ قیدی حیرہ کے تھے۔ علامہ دانی رحمہ نے "المقنع" میں اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے اسی لئے اس خط کا نام حیری پڑ گیا۔
۴۔ **کوفی**۔ اس پر قرآن تیسری بار ۱۶ھ میں لکھا گیا۔

۵ نسخ ـ ۶ ثلث ، ۷ ریحان ، ۸ توقیع ، ۹ محقق ، ۱۰ رقاع ۔
یہ چھ خط ابن مقلہ (ابو علی محمد ابن علی بن مقلہ ، خلفاء عباسی کے عہد کا آدمی ہے اور وہی خطاط ہے) نے معقلی اور کوفی میں تصرف کر کے ۳۱۰ھ میں نکالے ہیں اور ان میں سے نسخ پر قرآن چوتھی بار ۳۱۸ھ میں لکھا گیا ، اس طرح قرآن کے یہ چار ادوار ہیں ۔ قرآموزی ۔ حیری ۔ کوفی ۔ نسخ ۔ اور اب نسخ ہی میں لکھنے پر بعض نے امت کا اجماع بنایا ہے ۔

۱۱ تعلیق ۔ اس کو خوشنویسوں نے توقیع و رقاع میں تصرف کر کے نکالا ہے ۔

۱۲ نستعلیق ۔ یہ ماوراء النہر کے شہروں میں خواجہ میر علی تبریزی کی ایجاد سے ظاہر ہوا ہے ، جس کو انھوں نے تعلیق اور نسخ سے بنایا ہے پس نستعلیق مرکب امتزاجی ہے ۔ جو دراصل نسخ و تعلیق تھا ۔ کثرتِ استعمال کی بناء پر خا اور دال کو حذف کر کے نستعلیق بنا لیا ۔ ان میں سے ۵ تا ۱۱ کی تفصیل ابن مقلہ کے قطعہ ذیل میں مذکور ہے ۔

ابن مقلہ وضع کرد این شش خط از خط عرب ❊ ثلث و ریحان و محقق ، نسخ و توقیع و رقاع
بعد از اں از خطِ توقیع و رقاع اہل عجم ❊ ہفتمی خط دگر تعلیق کردند اختراع

ان ساتوں کے مجموعے کو ہفت قلم اور ہفت خط بھی کہتے ہیں ۔ خط کی قسموں کی پوری تفصیل کتب خوشنویسی میں ملے گی ۔ قرآن مجید کی کتابت مذکورہ بالا چاروں ادوار کے خط میں تو تبدیلی ہوئی لیکن رسم الخط میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ پہلے بارہ خطوں میں سے ۱ تا ۱۰ سب عربی خط ہیں ۔

کاتبین وحی

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے وحی کے لکھنے والے یہ حضرات تھے :۔
۱ سیدنا حضرت عثمان ، ۲ سیدنا حضرت علی ، ۳ سیدنا زید ابن ثابت ، ۴ سیدنا حضرت ابی ابن کعب ۵ سیدنا حضرت ابان ابن سعید ۔ ۶ سیدنا حضرت خالد سعید ابن العاص ۷ سیدنا حضرت معاویہ بن ابی سفیان ، ۸ سیدنا حضرت العلاء بن الحضرمی ۹ سیدنا حضرت حنظلہ ابن الربیع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ (ملخص از ضیاء البرہان مؤلفہ فخر القراء مولانا قاری محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث شریف "کل امرذی بال لم یبدأ ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم فھو اقطع"
پر عمل کرتے ہوئے ناظم رحمہ اللہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے قصیدے کا آغاز کیا!

۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَوْصُوْلًا کَمَا اَمَرَا ⁂ مُبَارَکًا طَیِّبًا یَسْتَنْزِلُ الدِّیَمَا
ت:- تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں دراں حالیکہ یہ تعریفیں مسلسل اور دائمی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (ہمیں اس حمد و شکر کا) حکم فرمایا ہے یہ حمد بابرکت اور پاکیزہ ہے، باران رزق نازل کراتی ہے۔

۲ ذُوالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْاِحْسَانِ خَالِقُنَا ⁂ رَبُّ الْعِبَادِ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ قَھَرَا
ت:- وہ فضل و انعام و احسان والا ہے، ہمارا خالق ہے، بندوں کا رب ہے، وہ غالب اللہ ہے۔

۳ حَیٌّ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ وَالْکَلَامُ لَہٗ ⁂ فَرْدٌ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ مَا اَرَادَ جَرٰی
ت:- وہ اللہ زندہ ہے، علیم ہے قادر ہے اور اس کے لئے صفت کلام بھی (یعنی وہ متکلم بھی ہے) یکتا ہے سمیع ہے، بصیر ہے، جس شئے کا ارادہ کرتا ہے وہ علی الفور واقع ہو جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات میں صفت   ، علم، قدرت اور ارادہ اصل الاصول ہیں نیز اس شعر میں بیان کردہ صفات سے باری تعالیٰ کی حمد کے ساتھ دیگر فرقۂ باطلہ (یعنی معتزلہ اور خوارج وغیرہ کا رد بھی مقصود ہے۔

۴ اَحْمَدُہٗ وَھُوَ اَھْلُ الْحَمْدِ مُعْتَمِدًا ⁂ عَلَیْہِ مُعْتَصِمًا بِہٖ وَمُنْتَصِرَا
ت:- میں اس کی حمد کرتا ہوں دراں حالیکہ وہ ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے، اس پر اعتماد کرتا ہوں اس کے تحفظ میں آنا چاہتا ہوں اور اس کی استمداد اور قوت چاہتا ہوں۔

۵ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی ⁂ اَتْبَاعِہٖ اَبَدًا تَنْدٰی نَدًا عَطِرَا
ت:- پھر رحمت کاملہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کے متبعین پر ہمیشہ عطر جیسی خوشبودار بارش برساتی رہے۔

۶ وَبَعْدُ: فَالْمُسْتَعَانُ اللّٰہُ فِیْ سَبَبٍ ⁂ یَھْدِیْ اِلٰی سُنَنِ الرَّسْمِ مُخْتَصَرَا
ت:- اور حمد و صلوٰۃ کے بعد اپنے سبب (بسلسلۂ نظم) میں اللہ ہی مستعان ہے جو رسم (عثمانی کے مسائل) تک ہدایت فرما دے دراں حالیکہ وہ سبب (یعنی نظم) مختصر ہو۔

۷ عِلْقٌ عِلَاقَتُہٗ اَوْلَی الْعَلَاقِ اِذْ ⁂ خَیْرُ الْقُرُوْنِ اَقَامُوْا اَصْلَہٗ وَزَرَا
ت:- یہ رسم (عثمانی) نفیس ترین چیز ہے اس کا تعلق تمام دیگر تعلقات سے بہتر ہے کیونکہ اس کی اصل حضرات خیر القرون نے قائم فرمایا ہے دراں حالیکہ یہ اصل سب کے لئے جائے پناہ اور مرجع ہے، یعنی قرآن کی کتابت کی صحت موقوف ہے رسم عثمانی کی موافقت پر عِلَاقَتُہٗ اَوْلَی الْعَلَاقِ یعنی مشاغل

میں بہترین مشغلہ فنِ رسم کی خدمت ہے۔

ع۸ وَكُلُّ مَا فِيهِ مَشْهُورٌ بِسُنَّتِهِ ۔۔۔ وَلَمْ يُصِبْ مَنْ أَضَافَ الْوَهْمَ وَالْغِيَرَا

ت:- اور اس رسم میں وہی سب کچھ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے مشہور و ثابت ہے۔ (یعنی ہر قسم کے تغیر اور کمی بیشی سے محفوظ ہے) اور جس نے وہم و تغیرات کی طرف نسبت کی ہے وہ خطا کار ہے، اس کے اندر روافض وغیرہ کا رد ہے، رسم قرآنی توقیفی ہے سنت سے ثابت ہے اس میں عقل و رائے کی گنجائش نہیں!

ع۹ وَمَنْ رَوَى سَتُقِيمُ الْعُرْبُ أَلْسُنُهَا ۔۔۔ لَحْنًا بِهِ قَوْلُ عُثْمَانٍ فَمَا شُهِرَا

ع۱۰ لَوْ صَحَّ لَاحْتَمَلَ الْإِيمَاءَ فِي صُوَرٍ ۔۔۔ فِيهِ كَلَحْنِ حَدِيثٍ بَيْنَ الْبَشَرَا

ع۱۱ وَقِيلَ مَعْنَاهُ فِي أَشْيَاءَ لَوْ قُرِئَتْ ۔۔۔ بِظَاهِرِ الْخَطِّ لَا تَخْفَى عَلَى الْكُبَرَا

ع۱۲ لَا أَوْضَعُوا أَوْ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ لَا أَذْ ۔۔۔ بَحَنَّهُ وَ بِأَيْدٍ فَافْهَمِ الْخَبَرَا

ت:- اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول ۔۔۔ کہ عنقریب عرب یعنی ان کی زبانیں اس لحن رسمی کو درست کر لیں گے ۔ یہ قول مشہور نہیں ہے اور اگر یہ قولِ عثمانی (سنداً) صحیح بھی ہو تو بھی یہ ان صورتوں کی طرف جو اس رسم ہی میں اشارہ کرنے کے معنی میں محتمل ہے۔ (یعنی لحن بمعنی ایما، اشارہ کرنا۔ اس کی مثال اس حدیث کے لحن کی سی ہے جو موتی بکھیرتا ہے (یعنی لحن بمعنی اشارہ بھی ہوتا ہے بولا جاتا ہے لحنُ حدیثٍ اور خیر الکلام ما کان لحناً یعنی بہترین کلام اشاراتی کلام ہوتا ہے کہ مخاطب صرف اشارہ اور کنایوں ہی میں مقصد کو پالے ۔ الکنایۃ أبلغ من التصریح) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصد اس فیہ لحناً کا مطلب یہ ہے کہ جو بعض حروف زائد مرسوم ہوئے ہیں اور بعض محذوف الرسم ہیں اس کے اندر میں عجیب و غریب اشارہ پاتا ہوں جن کو اہلِ عرب اپنی خداداد ذہانت سے سمجھ لیں گے ۔ مگر ستقیم العرب کا قول اس جواب کو ضعیف کر دیتا ہے اور لحن بمعنی غلطی ہی صادق آتا ہے) اور تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس قولِ عثمانی کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ان الفاظ کے بارے میں (اندیشہ) لحن کا خیال کرتا ہوں (جو ماہرین پر تو مخفی نہیں ہے (کہ یہ غلطی نہیں کر سکتے) اگر یہ الفاظ (مثال کے طور پر) لا اوضعوا اور لا اذبحنّہ اور جزاء الظالمین اور بایید حسب رسم ظاہری پڑھ لئے جائیں (تو یہ قرارت جو ظاہری رسم پر ہوگی بلاشبہ لحن ہوگی اور غلط قرار دی جائے گی) فافہم الخبرا پس تم اس قولِ عثمانی کو خوب سمجھ لو یہ تیسرا جواب اصح ہے ۔ شعر ۹ کی روایت شعر ۸ کے مضمون کے معارض اور خلاف تھی اس لئے ناظم رحمہ نے اس کے تین جوابات ،، فما شہرا اور لو صحّ اور قیل معناہ ،، سے دیا ہے۔

ع۱۳ وَاعْلَمْ بِأَنَّ كِتَابَ اللَّهِ خُصَّ بِمَا ۔۔۔ تَاهَ الْبَرِيَّةُ عَنْ إِتْيَانِهِ ظَهَرَا

ت:- اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مخصوص ہے اس وصفِ خاص کے ساتھ جس کی نظیر لانے سے پوری مخلوق باہمی تعاون کے باوجود عاجز ہو گئی ہے!

قرآن عزیز اپنے دیگر اوصاف کے ساتھ فصاحت و بلاغت میں بھی بے مثال ہے اس کا

چیلنج ہے، قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۵ (اسراء ع) ناظمؒ نے اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ بلاشبہ دنیا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے اور رہے گی۔ قرآن چونکہ دلیل نبوت ہے۔ اور اصل شریعت ہے اور اعجاز قرآنی کا مسئلہ دین کے اہم مسائل میں سے ہے بلکہ اصل الاصول ہے۔ اس لئے اعجاز کی بحث کو مقدم کیا۔

اب آگے ناظمؒ وجوہ اعجاز بیان کر رہے ہیں۔

عہ۱ مَنْ قَالَ صَرَفْتَهُمْ مُعْجِزَتُ نُصْرَتِهِمْ ※ وَقَرُّ الدَّوَاعِیْ فَاِنْ یَّسْتَنْصِرِ النَّصَرَا

ت:۔ جس نے یہ کہا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کا) ان کو بہت سے دلائل اور اسباب کے ان کی نصرت کو ابھارنے کے باوجود (نمونہ و نظیر لانے سے) روک دینا ہے۔ اس قائل نے دلائل سے مدد نہیں لی، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قرآن کی نظیر ممکن تھی اس کے اسباب بھی مہیا تھے، مگر اللہ نے ان کی عقلیں چھین لیں اور نمونہ پیش کرنے سے روک دیا یہ وجہ ہے اعجاز قرآن کی۔ ۔ ۔ ناظمؒ اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات محض عدم تدبر و تفکر کا نتیجہ ہے، اگر دلائل میں خود غور کرتے یا علماء محققین سے دریافت کرتے تو ایسی بے ہودہ اور غلط بات نہ کہتے کیونکہ مسلوب العقل گویا مردہ ہوتا ہے اور مردہ سے کسی طرح کا چیلنج اور مطالبہ ایک بے معنی چیز ہے اور پھر یہ کہ اگر اللہ نے انہیں عاجز کر دیا تو اعجاز اللہ تعالیٰ کا ہوا نہ کہ قرآن کا۔

عہ۵ کَمْ مِّنْ بَدَائِعَ لَمْ تُوْجَدْ بَلَاغَتُهَا ※ اِلَّا لَدَیْهِ وَکَمْ طُوْلُ الزَّمَانِ تُرٰی

ت:۔ (از قبیل علم بدیع) بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جن کی بلاغت (دیگر کتب سماوی کے مقابلے میں) صرف قرآن میں پائی جاتی ہے اور کتنی ہی خوبیاں ہیں جو مرور ایام اور طول زمان کے باوجود نظر آتی ہیں۔
یعنی قرآن مجید بلاغت کے ایسے معیار اعلیٰ پر ہے جس کی نظیر نزول قرآن کے پہلے تھی اور نہ بعد میں، قرآن کا اپنا چیلنج نزول کے وقت سے آج تک ہے اور قیامت تک رہے گا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (بقرہ) نیز ۔۔۔ وقُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ الخ ۔ ۔ ۔ (اسراء)، قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ حدیث میں ارشاد ہے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ لَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ وَلَا یَخْلَقُ عَنْ کَثْرَةِ الرَّدِّ (بیہقی عن ابن مسعودؓ) تکرار اور بار بار کی تلاوت سے اس کے اندر قدامت اور پرانا پن نہیں ہوگا۔ اور خواہ کتنا ہی طویل زمانہ گزر جائے اس کی جدت اور نت نئی خوبیوں اور بلاغتوں میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ علماء اور ماہرین کی غواصی نے اس کے اندر سے فصاحت و بلاغت کے دُرّ بے بہا نکالے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ مختصر یہ کہ یہ کہنا کہ قرآن کا نمونہ لانے سے روک دیا گیا ہے اس لئے اس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکی یہ قول بے دلیل ہے،

ایک واقعہ اختصار کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے جو اسی زمانے کا ہے:۔ صاحب "جواہر القرآن" علامہ جوہری طنطاوی مصری اپنے جرمن کے قیام کے زمانے کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دن

ایک مستشرق دوست (عربی زبان و علوم کے غیر مسلم فضلاء) نے مجھ سے پوچھا کہ کیا عام مسلمانوں کی طرح آپ کا بھی قرآن کے بارے میں یہ خیال ہے کہ وہ عربیت اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزہ ہے؟ میں نے کہا ہاں! اور میرا اس پر یقین کامل ہے! اس نے بڑے تعجب اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ جیسا روشن خیال صاحب علم بھی ایسا عامیانہ خیال رکھتا ہوگا۔ میں نے کہا اس میں تعجب کی کیا بات ہے، یہ تو ایک علمی مسئلہ ہے، ابھی اس کا امتحان ہوا جاتا ہے — میں ایک بات کہتا ہوں، آپ سبھی حضرات انتہائی غور و فکر کے بعد اسے فصیح و بلیغ عربی میں ادا کریں — لیجئے وہ بات یہ ہے کہ "جہنم بیحد وسیع ہے" — ان سب نے بہت دیر تک غور و فکر کے بعد چند جملے بنائے "إِنَّ جَهَنَّمَ لَوَسِيعَةٌ" — "إِنَّ جَهَنَّمَ لَفَسِيحَةٌ"۔ اور اسی سے ملتے جلتے چند اور جملے لاکر رکھ دئے۔ میں نے کہا اور جتنا جی چاہے وقت لے لیجئے اور محنت کر لیجئے، انھوں نے کہا، بس! ہم اپنی تمام تر محنت اور غور و فکر ختم کر چکے — اس کے بعد میں نے کہا اب ذرا قرآن مجید کو دیکھئے، اسی مضمون کو اس نے کس طرح ادا کیا ہے، ارشاد باری ہے:۔ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ۝ ترجمہ:۔ اور اس دن جب ہم جہنم سے کہیں گے کہ کیا تو بھر بھی گئی؟ اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے۔ ۔ ۔ ۔ علامہ طنطاوی لکھتے ہیں کہ چونکہ یہ سب عربی داں اور سخن شناس تھے سنتے ہی اچھل پڑے، اپنی رانیں پیٹ لیں، اور اقرار کیا کہ بیشک یہ معجزہ ہے، ہم عاجز ہیں۔

۱۶۔ وَمَنْ يَقُلْ بِعُلُومِ الْغَيْبِ مُعْجِزَةً ۝ فَلَمْ تَرَىٰ عَيْنُهُ عَيْنًا وَلَا أَثَرًا

ت:۔ اور اس بات کا قائل کہ قرآن (بجائے الفاظ و معانی کے) علوم غیبی کے اخبار میں معجزہ ہے، اس قائل نے نہ تو مقصود کی (ذات کو اور نہ ہی اس کے اثر کو دیکھا ہے۔

یعنی قائل علم سے کورا ہے، اسے مقصود تو مقصود اس کی ہوا تک نہیں لگی ہے، اس کا یہ قول تحقیق کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ

۱۷۔ إِنَّ الْغُيُوبَ بِإِذْنِ اللهِ جَارِيَةٌ ۝ مَدَى الزَّمَانِ عَلَىٰ سُبُلٍ جَلَتْ سُوَرًا

ت:۔ کیونکہ غیب کی خبریں تو اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے انتہاء زمانہ (قیامت) تک واضح اور ظاہر طور پر صرف چند سورتوں میں جاری ہیں۔

یعنی غیب کی خبریں تو قرآن کی ہر سورت اور ہر ہر آیت میں نہیں بیان کی گئی ہیں یہ تو چند سورتوں میں ہیں اور چیلنج نظیر لانے کے لئے عام ہے پھر یہ کہ قرآن کے اندر بیان کردہ اخبار غیب سب کی سب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ ہی میں ظاہر نہیں ہوئیں اس کا سلسلہ تو قیامت تک دراز ہے۔ لہٰذا علوم و اخبار غیبیہ کو وجہ اعجاز ماننے سے یہ لازم آئے گا کہ دلائل نبوت نبی کے زمانے کے بعد پائی گئیں جب کہ دلائل نبوت کا پایا جانا نبی کے زمانے میں ضروری ہے۔

۱۸۔ وَمَنْ يَقُلْ بِكَلَامِ اللهِ طَالِسُهُمْ ۝ لَمْ يَحْلُ فِي الْعِلْمِ لَا وِرْدًا وَلَا صَدَرًا

ت :۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ ان مخالفین سے اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ استفادہ فی العلم سے بالکل خالی رہا۔ لَادِنٌ دًا یعنی وارد فی العلم، لَاصَدٌ رًا یعنی ماہر فی العلم، حصولِ علم کے بعد لوٹنے والا، عالم ماہر، یعنی یہ قول محض اس کی رائے پر مبنی ہے، اگلے شعر میں اس کا رد فرماتے ہیں۔

ع۱۹ مَا لَا یُطَاقُ نَفْیُ تَعْیِیْنِ کُلْفَتِہٖ ٭ وَجَائِزٌ دَ تُوْعٍ عُضْلَۃُ الْبُصَرَا

ت :۔ تکلیف مَا لَا یُطَاقُ کی تعیین (یعنی وجوب و لزوم) اور جواز اور وقوع و نزول میں علماء بینا کیلئے بھی دشواری ہے۔ پھر یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ حادث سے کلام قدیم کا مطالبہ فرمایا، کسقدر بے معنیٰ اور غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا کوئی بھی حکم بندوں کو نہیں دے سکتے جو اس کی طاقت اور اس کے بس سے باہر ہو، خود ارشاد ہے، لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

الغرض قرآن مجید فصاحت و بلاغت، معانی و بیان، علم بدیع کی جملہ اقسام کے ساتھ معجزہ ہے، ہی اس کے اندر خوف و دہشت بھی بدرجۂ کمال ہے اور حروفِ قرآنی کی نظم و تالیف بھی، اختصار و ایجاز بھی اعجاز ہے، اس کے اندر حلاوت و شیرینی اور رونق و نضارت اس درجہ کی ہے کہ کتنی ہی بار پڑھے سیری نہیں ہوتی بلکہ اس کا حسن اور لطف بڑھتا ہی رہتا ہے، دترداده یزداد فیہ تجملا!

ع۲۰ لِلّٰہِ دَرُّ الَّذِیْ تَالِیْفُہٗ مُعْجِزُہٗ ٭ وَالْاِنْتِصَارُ لَہٗ قَدْ اَوْضَحَ الْغُرَرَا

ت :۔ اللہ ہی کیلئے ہے ان کی خوبی جنکی تالیف و تصنیف (کتاب اعجاز القرآن اور کتاب انتصار القرآن) ہے جس نے (اس کے اندر قرآن مجید کی) خوبیوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں کتابیں امام النحاۃ عبدالقادر جرجانی رحمہ (م ۴۷۱ھ) کی اعلیٰ تصانیف ہیں اول الذکر قرآن مجید کے اعجاز پر اور ثانی الذکر معتزلہ کے رد پر ہے، یہ دونوں کتابیں اپنے موضوع پر بیحد عمدہ اور نفیس ہیں، یہ کتابیں علوم میں یدِ بیضا کی حیثیت رکھتی ہیں، علماء بلاغت نے آپ کی بے پایاں خدمات کی بنا پر آپ کو واضع علم بیان کا خطاب دیا ہے۔ موصوف نے اپنی ان کتابوں میں محاسنِ قرآنی کو واضح کیا ہے، اس لئے علامہ شاطبیؒ نے تعریف میں یہ شعر ذکر فرمایا ہے،

ع۲۱ وَلَمْ یَزَلْ حِفْظُہٗ بَیْنَ الصَّحَابَۃِ فِیْ ٭ عُلَا حَیَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُبْتَدَرَا

ت :۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اعلیٰ و طیبہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان حفظِ قرآن کا شوق مسابقت اور مبادرت کے ساتھ برابری جاری رہا۔ (مُبْتَدَرًا، ایک دوسرے سے آگے بڑھنا)

یہ اعتراض کہ قرآن مجید جب سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لکھا گیا ہے تو اسکے اندر اغلاط بھی ہوں گی، یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ قرآن مجید سارا کا سارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نازل ہو کر مکتوب ہو چکا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں مکمل محفوظ تھا، صحابہ کا حافظہ ہمارے دور کے حافظ جیسا نہیں تھا، حفظِ قرآن کو وہ حضرات عظیم ترین عبادت سمجھتے تھے، یہ ضرور تھا کہ یکجا نہ تھا، منتشر تھا، پھر دورِ صدیقی میں یکجا کیا گیا، اس کے بعد دورِ عثمانی

میں ایک جلد کے اندر کیا گیا اور متعدد صحف لکھوا کر امصار و بلاد میں روانہ کئے گئے جسکی تفصیل آئندہ اشعار میں آرہی ہے۔

۲۲ وَكُلَّ عَامٍ عَلٰى جِبْرِيْلَ يَعْرِضُهٗ ⁂ وَقِيْلَ اٰخِرَ عَامٍ عَرْضَتَيْنِ قَرَا

ت:۔ اور آپؐ ہر سال حضرت جبریلؑ کے روبرو قرآن کا دور فرماتے تھے اور بقول بعض (اپنی حیات دنیوی کے) آخر سال دو مرتبہ پڑھا تھا (قرا اے قرأ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نسیان سے حفاظت کے باوجود قرآن کے نازل شدہ حصہ کا دور ہر سال فرماتے تھے، امت کے لئے سبق ہے کہ قرآن کی حفاظت پر ہمہ وقت مصروف رہے، مسلم شریف کی روایت ہے ؟ عن ابی موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم تعاھدوا القرآن فوالذی نفس محمد بیدہ لھو اشد تفلتا من الابل فی عقلھا (ص۲۶۸ باب الامر بتعھد القرآن) یعنی قرآن کی حفاظت میں ہمہ وقت لگے رہو، پڑھتے اور پڑھاتے رہو، قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے یہ قرآن ذہن و دماغ سے نکل کر بھاگ جانے میں اونٹ سے زیادہ تیز ہے کہ اونٹ کو اس کے تھان سے اگر ایک لحظہ کیلئے بھی نہ باندھو تو فوراً نکل بھاگے گا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حاملین قرآن میں سے بنا دے آمین!۔ آخر سال میں دو مرتبہ کے دور سے آپ نے خیال فرمایا کہ میری وفات کا وقت آپہونچا چنانچہ آپؐ اسی سال رفیق اعلیٰ سے مل گئے۔

۲۳ اِنَّ الْيَمَامَةَ اَهْوَاهَا مُسَيْلِمَةُ الْـ ⁂ ـكَذَّابُ فِيْ زَمَنِ الصِّدِّيْقِ اِذْ خَسِرَا

ت:۔ مسیلمہ کذاب نے دور صدیقی میں اہل یمامہ کو گمراہ کر دیا تھا جبکہ وہ خود برباد ہوگیا۔

یوں تو مدعی نبوت مسیلمہ کذاب نے یہ جھوٹا دعوائے نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں کیا تھا مگر اس وقت چنداں مشہور نہیں ہوا تھا، مگر اپنی فتنہ پردازیوں میں لگا رہا، دور صدیقی میں اسکے متبعین کی تعداد بہت ہوگئی، حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور بڑی خونریز جنگ ہوئی، اگلے شعر میں فرماتے ہیں!

۲۴ وَبَعْدَ بَأْسٍ شَدِيْدٍ حَانَ مَصْرَعُهٗ ⁂ وَكَانَ بَأْسًا عَلَى الْقُرَّاءِ مُسْتَعِرَا

ت:۔ اور شدید جنگ کے بعد مسیلمہ کی ہلاکت کا وقت آپہنچا۔ اور یہ جنگ ایسی تھی جو قراء کے حق میں بھڑکنے والی تھی مسلمانوں پر ایسا سخت وقت کبھی نہیں آیا تھا، اس جنگ میں مسلمان شہداء کی تعداد بارہ سو تھی، باقی زخمی تھے، ان میں سات سو کی تعداد حفاظ اور قراء کی تھی۔ یہ حضرات ایسے تھے جن کے پاس قرآن مجید تحریراً بھی موجود تھا، ان میں حضرت سالم رض مولیٰ حضرت ابی حذیفہ رض جیسے جلیل القدر قاری بھی تھے ان کے ساتھ اہل قرآن کا دستہ بھی تھا، جن چار حضرات قراء سے قرآن مجید پڑھنے کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمایا کرتے تھے ان میں حضرت سالم رض بھی تھے۔ بلکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رض کے بعد دوسرا نمبر آپ ہی کا تھا، ایسے جلیل القدر حفاظ و قراء کی شہادت

نہایت تشویش اور فکر کا باعث تھی چنانچہ
۲۵ نادی ابابکرن الفاروق ذن خفت علی الـ ـ سقرآءِ فادرك القرآن مستطرا
ت :۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے قراء کے بارے میں اندیشہ ہے لہٰذا آپ قرآن کی حفاظت کا انتظام فرمائیں، دراں حالیکہ آپ اسے لکھنے والے ہوں،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اولاً انکار فرماتے رہے کہ جس کام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں اسے کسطرح کر سکتا ہوں، آپ کو بدعت اور نئی ایجاد کا اندیشہ تھا مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مسلسل اصرار پر آپ کو شرح صدر ہو گیا، اور کاتب وحی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کے جمع کرنے کا حکم فرمایا، آپ نے بھی وہی کہا جو صدیق اکبر رضہ نے کہا تھا مگر بالآخر شیخین کی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے شرح صدر فرما دیا اور یہ اہم اور عظیم کام ان کے سپرد ہو گیا،

۲۶ فاجمعوا جمعہ فی الصحف واعتمدوا ۞ زید ابن ثابت ل لعدل المرضی نظرا
ت :۔ الغرض ان حضرات نے قرآن کو صحیفوں میں جمع کرنے پر اجماع کر لیا اور اس کی جمع و ترتیب میں حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ پر اعتماد کیا، جو عادل (فی الروایت) اور نظر (و فکر) کے اعتبار سے پسندیدہ تھے،

حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ ان اوصاف کے باوصف کاتب بھی تھے، فقہائے صحابہ میں شمار ہوتے تھے، نیز فضل و کمال میں بھی اعلیٰ مرتبہ کے مالک تھے، نیز حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عرضۂ اخیرہ کے مشاہد بھی تھے، آپ کو آیات قرآنی کی ان تمام قراءات اور وجوہ کا پورا علم تھا جو اس وقت غیر منسوخ اور باقی تھیں اس لئے تمام حضرات صحابہ نے آپ پر اعتماد فرمایا۔

۲۷ فقام فیہ بعون اللہ یجمعہ ؞ بالنصح والجد والحزم الذی بھرا
۲۸ من کل اوجھہ حتی استتم لہ ؞ بالاحرف السبعۃ العلیا کما اشتھرا

لہٰذا وہ اس کام کے لئے مستعد ہو گئے، آپ قرآن کو اس کی تمام وجوہ سمیت خالص نیک نیتی، سعی بلیغ اور کامل احتیاط کے ساتھ جمع کر رہے تھے، حتیٰ کہ قرآن حضرت زید کیلئے مشہور اور بلند سبعۃ احرف کیساتھ اتمام کو پہونچ گیا۔

سبعۃ احرف جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے ان ھذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ما تیسر منہ، سبعۃ احرف سے عند الجمہور سات مشہور لغات مراد ہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس انداز پر قرآن کو جمع فرمایا کہ جن سات احرف پر قرآن نازل ہوا وہ سب اس میں آ گئے۔

۲۹ فامسك الصحف الصدیق ثم الی الـ ـ فاروق اسلمھا لما قضی العمرا
۳۰ وعند حفصۃ کانت بعد فاختلف الـ ـ قراء فاعتزلوا فی احرف زمرا

ت: حضرت صدیق اکبرؓ نے ان صحیفوں کو محفوظ رکھا، اس کے بعد جب آپ نے اپنی زندگی کے دن پورے کرلئے (بوقت وفات) تو ان صحیفوں کو حضرت فاروق اعظمؓ کے حوالے کر دیا۔ اور (پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے) بعد یہ صحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ اس کے بعد عام قراء (نہ کہ ماہرین) چند حروف میں اختلاف کرتے ہوئے گروہ در گروہ ہو کر جدا ہو گئے۔

اس اختلاف کی شکل یہ ہوئی کہ کچھ کلمات جو غیر متواتر طرق سے پہنچے تھے انھیں نیز کچھ تفسیری و توضیحی کلمات بھی لوگوں نے اپنے اپنے قرآن میں شامل کر لیا تھا اور بوقت تلاوت انھیں بھی پڑھتے اور باہم دگر کہتے کہ میری قرارت تم سے بہتر ہے، ادیکفر بعضہ بعضًا، حتیٰ کہ یہ سلسلہ ایک دوسرے کی تکفیر تک پہنچ جاتا، اگلے شعر میں فرماتے ہیں:

۲۱ وَكَانَ فِي بَعْضِ مَغْزَاهُمْ مُشَاهِدَهُمْ ۔ حُذَيْفَةُ فَرَأَى فِي خُلْفِهِمْ عِبَرًا

ت: اور حضرت حذیفہؓ ان (اختلاف کرنیوالوں کے ساتھ کسی غزوہ میں موجود تھے۔ آپ کو ان کے اختلاف میں عبرتیں نظر آئیں:

یعنی آپ کو شدید اندیشہ ہوا کہ تورات اور انجیل کی طرح مبادا قرآن بھی اختلاف، تغیر اور تحریف کا شکار ہو جائے، اس لئے آپ نے اس کے انتظام کے سلسلے میں اپنے اندیشے خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کئے۔

۲۲ فَجَاءَ عُثْمَانَ مَذْعُورًا فَقَالَ لَهُ ۔ أَخَافُ أَنْ يَخْلِطُوا فَأَدْرِكِ الْبَشَرَا

ت: لہٰذا حضرت حذیفہؓ گھبراہٹ میں خدمت عثمانی میں حاضر ہوئے اور اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ مبادا یہ لوگ قرآن اور غیر قرآن کو باہم مخلوط کر دیں ۔ لہٰذا آپ مخلوق کے لئے تدارک کا انتظام فرمائیے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے معتبر صحائف کو امصار و بلاد میں پھیلانے کی غرض سے عرض حذیفہؓ کو سنکر توجہ فرمایا۔

۲۳ فَاسْتَحْضَرَ الصُّحُفَ الْأُولَى الَّتِي جُمِعَتْ ۔ وَخَصَّ زَيْدًا وَمِنْ قُرَيْشِهِ نَفَرَا

ت: اور حضرت عثمانؓ نے وہ تمام پہلے صحائف حاضر کرائے جو (بعہد صدیقی) جمع کئے گئے تھے اور (ایک جلد کے اندر جمع کرنے کے لئے) زید ابن ثابتؓ کو اور قریش کی ایک جماعت کو خاص کر دیا۔

حضرت زیدؓ کی عظمت شان ماسبق میں گذر چکی ہے، آپ کی اعانت و مدد کیلئے ایک ایسی جماعت کو جو قریشی تھی مامور فرمایا، قریش کی خصوصیت اس لئے کہ قرآن قریش ہی کی لغت میں نازل ہوا ہے، وہ حضرات یہ ہیں:۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت ابی ابن کعب، عبدالرحمٰن ابن حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم۔

۲۴ عَلَى لِسَانِ قُرَيْشٍ فَاكْتُبُوهُ كَمَا ۔ عَلَى الرَّسُولِ بِهِ إِنْزَالُهُ انْتَشَرَا

ت: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جامعین سے یہ فرمایا کہ (قریش کی لغت کے موافق قرآن کی کتابت

جیساکہ نزولِ قرآن کی شہرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی لغت کے ساتھ ہوئی ہے۔
یعنی کسی لفظ کی کتابت کے دوران اختلافی صورت رونما ہو تو اسے قریش کی لغت کے موافق لکھا جائے، کیونکہ قرآن کا نزول اسی لغت میں ہوا ہے، چنانچہ ایک موقع اختلاف کا لفظ اَلتَّابُوْتُ کی کتابت میں آیا تو آپ نے حسبِ لغت قریش اسے دراز تا کی صورت میں لکھنے کا حکم فرمایا۔ یعنی "سبعة احرف" میں سے ایک حرف اور ایک لغت کے موافق قرآن کی کتابت کرائی گئی اور باقی چھ کو کتابت سے حذف کرادیا گیا مگر قراءۃ اور تعلیم میں سبعة احرف مکمل باقی ہیں، نیز اس رسم وکتابت پر صحابہ اور تابعین کا اتفاق واجماع ہے۔ اور یہ رسم ایسی عظیم ہے کہ جملہ قرارت کی حامل اور سب کو شامل ہے۔

۳۵ فَجَرَّدُوْهُ كَمَا يَهْوٰى كِتَابَتَهٗ   مَا فِيْهِ شَكْلٌ وَّلَا نَقْطٌ فَيُحْتَجَرَا

ت: اور ان کاتبین نے قرآن کو (تفسیری الفاظ) کی کتابت سے حسبِ خواہش عثمانی خالی رکھا، یعنی اس کتابت میں نہ تو حرکات یعنی اور نہ ہی نقطے تاکہ (اختلاف قرارت کو) روک دیں۔

یعنی قرآن کی کتابت غیر معرب اور غیر منقوط کرائی گئی تاکہ دیگر قرارت کو بھی یہ رسم شامل ہے، اعراب اور نقطوں کی وجہ سے صرف ایک ہی قرارت کا اظہار ہوتا، مثلاً "تَدَّکَّرُ" میں دال پر فتحہ سے اسکان دال کی قرارت کی گنجائش ختم ہوجاتی ہے (جو ابن ذکوان، حفص اور اخوین کے سوا کی قرارت ہے) اسی طرح یُقْبَلُ میں یا کے نقطے سے تُقْبَلُ تا کی قرارت کی گنجائش نہ رہتی (جو مکی کی قرارت ہے) یہ حضرات اہل عرب اور اہل علم تھے اس لئے غیر معرب اور غیر منقوط قرآن کی تلاوت ان کے لئے مشکل نہ تھی، لیکن جب علم گھٹنے لگا اور اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پھیلنا شروع ہوا تو کم علمی اور اجنبی زبان ہونے کی وجہ سے تلاوت میں غلطیاں ہونے لگیں اس لئے بتدریج اعراب اور نقطے لگائے گئے۔

حسبِ روایت موسیٰ جار اللہ سب سے پہلے نہایت اہتمام سے اعراب اور نقطے بحکم حجاج بن یوسف نصر بن عاصم لیثی نے لگائے، اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً ابو الاسود ظالم بن عمرو بن سفیان نے تنوین وحرکات مقرر کیں، اس کے بعد خلیل ابن احمد نے تشدید اور ہمزہ اور رَوم واشمام کی علامات جاری کیں، اور ایک قرآن مجید جو امام ابن سیرین کے پاس تھا اس میں نقطے یحییٰ ابن یعمر نے لگائے تھے، بہر حال نقطوں کا طریق اولاً انہیں حضرات کا جاری کردہ تھا، یہ تینوں بصرہ کے جلیل القدر تابعی ہیں۔

۳۶ وَسَارَ فِىْ نُسَخٍ مِّنْهَا مَعَ الْمَدَنِىْ   كُوْفٍ وَّشَامٍ وَّبَصْرٍ تَمْلَأُ الْبَصَرَا

ت: اور یہ قرآن متعدد نسخوں میں مرتب ہو کر بحکم حضرت عثمان رض بلاد وامصار میں) جاری ہو گیا، ان میں سے مصحفِ مدنی کے ساتھ کوفی، شامی، اور بصری صحائف تو ایسے خوش منظر تھے جو نگاہوں کو پُر رونق بناتے تھے،

اس شعر سے پانچ صحائف کی تعداد کا جو بہرحال اتفاقی ہے، پتہ چلتا ہے، مدنی، کوفی، شامی، بصری، مکی، (اور ایک مصحف امام جو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہتا تھا) یہ مصاحف خمسہ ان بلاد خمسہ میں روانہ کر دیئے گئے ساتھ ہی تعلیم ونگرانی کیلئے پانچ ممتاز صحابہ بھی متعین کئے گئے چنانچہ حضرت زید ابن ثابت رض مدینہ اور حضرت عبداللہ ابن السائب رض مکہ، حضرت مغیرہ ابن شہاب رض شام حضرت ابو عبدالرحمن السلمی رض کوفہ اور حضرت عامر ابن عبداللہ القیس رضی اللہ عنہم بصرہ میں نگراں مقرر ہوئے، اس طرح تعداد مصاحف مصحف امام کو لے کر چھ ہو جاتی ہے۔ بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہے، فرماتے ہیں:۔

۲۷ وَقِيْلَ مَكَّةُ وَالْبَحْرَيْنُ مَعْ يَمَنٍ ضَاعَتْ بِهَا نُسَخٌ فِيْ نَشْرِهَا قُطُرَا

ت:۔ اور بقول بعض مکہ، بحرین اور یمن میں (بھی تین نسخے) مشہور ہو کر عود کی طرح شائع ہو گئے۔

اس شعر سے مصاحف کی تعداد آٹھ ظاہر ہوتی ہے، ساتواں بحرین اور آٹھواں یمن ارسال کیا گیا، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک نسخہ حضرت عثمان رض نے مصر میں بھی روانہ فرمایا۔

۲۸ وَقَالَ مَالِكُ اِنَّ الْقُرْاٰنَ يُكْتَبُ بِالْـ كِتَابِ الْاَوَّلِ لَا مُسْتَحْدِثًا سُطُرَا

ت:۔ اور امام مالک نے فرمایا ہے کہ قرآن کی کتابت پہلے ہی طرز پر کیا جائے، کسی جدید طرز پر نہ لکھا جائے۔

یعنی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ الفاظ قرآنی تلفظ اور قرارت کے موافق کیوں نہ لکھے جائیں، جیسا کہ بعض کلمات وحروف ہیں کہ پڑھے جاتے ہیں کچھ اور لکھے گئے ہیں کچھ مثلاً اَنَا ضمیر متکلم وصلاً اور لَا اِلَى الْجَحِيْمِ وغیرہ کہ اول کو وصلاً اور ثانی کو حالین میں بغیر الف کے پڑھا جاتا ہے مگر اس کی کتابت الف کے ساتھ ہے۔ محققین کی رائے بھی یہی ہے کہ قرآن کی کتابت اصل اور اولین کتابت وطرز پر ہی باقی رکھا جائے اس میں تبدیلی نہ کیا جائے۔

۲۹ وَقَالَ مُصْحَفُ عُثْمَانٍ تَغَيَّبَ لَمْ نَجِدْ لَهُ بَيْنَ اَشْيَاخِ الْهُدٰى خَبَرَا

ت:۔ نیز امام مالک نے فرمایا کہ عثمان رض کا قرآن غائب ہو گیا ہے، ہم ہدایت کے شیوخ میں اس کی اطلاع نہیں پاتے۔ یعنی وہ قرآن جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گود میں بوقت شہادت تھا، جس پر آپ کے خون شہادت کے کچھ چھینٹے بھی پڑے تھے۔

۳۰ اَبُوْ عُبَيْدٍ اُوْلُوْا بَعْضِ الْخَزَائِنِ لِيْ اِسْتَخْرَجُوْهُ فَاَبْصَرْتُ الدِّمَا اَثَرَا

ت:۔ ابو عبید (قاسم بن سلام) نے فرمایا کہ میرے لئے بعض ذخیرہ کتب والوں نے اس مصحف عثمانی کو نکالا (اور دکھایا)، تو میں نے خون کا اثر دیکھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے وہی قرآن ایک کتبخانہ میں مل گیا جس میں بوقت شہادت آپ

تلاوت فرما رہے تھے، تو میں نے متعدد مقامات پر خون کے دھبے دیکھے،

ع۴۱ وَرَدَّهُ وَلَدُ النَّحَّاسِ مُعْتَمِدًا لِّمَا قَبْلَهُ وَاَبَاهُ مُنْصِفٌ تَنَظَّرَا

ت:- اور (ابوجعفر) ابن النحاس نے اس سے قبل (شعر ۳۹) پر اعتماد کرتے ہوئے ابو عبید کے قول کا رد کیا ہے۔ اور منصف اہل نظر علماء نے ابوجعفر ابن النحاس کے رد کا انکار کیا ہے،

(ابوجعفر احمد بن محمد النحاس نحوی مصری م ۳۳۸ھ)

یعنی محققین فرماتے ہیں کہ ماسبق کے قول امام مالکؒ کو بنیاد بنا کر ابو عبید کی زیارت مصحف عثمانی کی تردید اس لئے صحیح نہیں کیونکہ امام مالک نے صرف یہ فرمایا کہ ہمیں اس کا پتہ نہیں لگا بس، اس سے یہ دلیل بنایا کہ اب اور کسی کو نہ مل سکتا ہے نہ کوئی اس کی زیارت کر سکتا ہے، کیونکر صحیح ہوگا۔ آگے اسی کو فرماتے ہیں!

ع۴۲ اِذْ لَمْ يَقُلْ مَالِكٌ لَاحَتْ مَهَالِكُهُ مَا لَا يَفُوْتُ يُرَجّٰى طَالَ اَوْ قَصُرَا

ت:- (ابوجعفر کی تردید کے انکار کی وجہ) اس لئے کہ امام مالکؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ مصحف امام کا ضیاع ظاہر ہو گیا ہے، جو چیز ضائع اور فوت نہ ہو گئی ہو اس کے ظہور و زیارت کی امید کیجا سکتی ہے خواہ اس کی پوشیدگی اور غائب ہونے کا زمانہ طویل گذر جائے یا کم۔

لہذا ہر دو حضرات کی باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔

ع۴۳ وَبَيْنَ نَافِعِهِمْ فِيْ رَسْمِهِمْ وَاَبِيْ عُبَيْدِنِ الْخُلْفُ فِيْ بَعْضِ الَّذِيْ اُثِرَا

ع۴۴ وَلَا تَعَارُضَ مَعْ حُسْنِ الظُّنُوْنِ فَطِبْ صَدْرًا حَبِيْبًا بِمَا عَنْ كُلِّهِمْ صَدَرَا

ت:- اور اہل رسم میں سے امام نافع (مدنی) اور ابو عبید کے مابین ان کی رسم کے بعض اس حصے میں اختلاف بھی ہے جنھیں دونوں نے نقل کیا ہے۔ (ولیکن) حسن ظن کے ہوتے ہوئے یہ کوئی ایسا تعارض نہیں (جس کی تاویل نہ ہو سکے) لہذا تم وسعت صدر کے ساتھ خوش ہو جاؤ اس رسم پر جو ان ائمہ سے صادر ہوئی ہے۔

چونکہ امام نافع مدنیؒ رسم کو مصحف مدنی سے نقل کرتے ہیں اور حضرت ابو عبیدؒ مصحف عثمانی سے، اور ان دونوں مصاحف میں بعض جگہ کچھ تھوڑا سا فرق بھی ہے اس لئے ان دونوں حضرات کی روایتوں میں کہیں کہیں اختلاف بھی ہو جاتا ہے، یہ نقل قرآنی جملہ مصاحف کو پیش نظر رکھ کر سب کا مطالعہ کر کے نہیں ہوتی ہے بلکہ جیسے جو مصحف ہاتھ لگا اسی میں سے نقل کر دیا ہے۔

(امام نافع مدنی م ۱۶۹ھ کے حالات سے واقف ہیں۔ ابو عبید ابن سلام علم کے پہاڑ تھے، ثقہ اور معتبر تھے ولادت ۱۵۴ھ وفات ۲۲۴ھ)

ع۴۵ وَهَاكَ نَظْمَ الَّذِيْ مُقْنِعٌ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو وَّفِيْهِ نِيَادَاتٌ فَطِبْ عُمُرَا

ت :- اور تم اس نظم کو قبول کر لو جو ابو عمرو دانی رح کی (کتاب فی فن الرسم) مُقنع سے (ماخوذ ہو کر منظوم) ہے۔ اور اس کے اندر کچھ زیادات بھی ہیں لہٰذا تم شادماں ہو جاؤ کہ عمر عمدہ گزرے اور حیات کی شادمانی نصیب ہو۔

ناظم رح نے اپنے اس قصیدہ میں علامہ دانی رح کی فن رسم میں مشہور کتاب اَلمُقنِع کے مضامین منظوم فرمایا ہے اور قصیدہ شاطبیہ لامیہ کی طرح اس کے اندر بھی اصل کتاب سے کچھ زائد مضامین بیان فرمایا ہے۔

علامہ دانی رح کی ایک کتاب نقاط المصحف پر بھی ہے جسکا نام محکم ہے۔

چونکہ فن رسم میں اصول زیادہ ہیں اور فرش کم، اس لئے علامہ شاطبی رح نے اس قصیدے میں شاطبیہ کے برخلاف فرش کو اصول سے پہلے ذکر کیا ہے، جسکا سلسلہ شعر ۱۲۸ تک ہے۔ اب آگے حسب ترتیب سُوَر حذف و اثبات کا بیان ہے۔

اِسم کا ہمزہ لفظ بِسم اللہ (بشمولِ ابتداءِ سُوَر، ہود ع ۴ اور نمل ع ۲) میں کتابتہً محذوف ہوتا ہے۔

مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اِلٰى سُوْرَةِ الْاَعْرَاف

۲۶ بِالصَّادِ كُلٌّ صِرَاطًا وَالصِّرَاطَ وَقُلْ ۔۔۔ بِالْحَذْفِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مُقْتَصِرَا

ت :- صِرَاطَا و الصِّرَاطَ کے تمام الفاظ بالصّاد مرسوم ہیں۔ (صاد کی قراءت رسم کے مطابق اور سین کی اصل کے موافق ہے) اور (مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) کو بحذف الالف بیان کر دو، یہ حذف الف مٰلِكِ جو ہے اسی سورہ فاتحہ کے اندر مُقتصر اور محصور ہے (نہ کہ اور کوئی مٰلِك جیسے مٰلِكَ الْمُلْكِ کہ ایک روایت میں حذف الف ۔۔۔ بھی ہے مگر یہ اجماعی نہیں ہے۔)

۲۷ وَاحْذِفْ فَهُمَا بَعْدُ فِي ادَّارَءْتُمْ وَمَسًا ۔۔۔ لٰكِنْ هُنَا وَمَعًا يُخْدَعُوْنَ جَرٰى

ت :- اور تم لفظ فَادّٰرَءْتُمْ میں فا سے متصل والے الف کے بعد دونوں الفوں کو حذف

کردو (یعنی دال اور ر کے بعد والے الف کو) اور یہاں (ع ۲۳) مَسٰکِیْنَ اور (ع ۲) یُخٰدِعُوْنَ دونوں جگہ (محذوف الالف) جاری ہے۔

ایک یُخٰدِعُوْنَ سورۂ نساء ع میں بھی ایسا ہی ہے مگر سہواً چھوٹ گیا ہے۔

۴۸ وَقٰتِلُوْهُمْ وَاَفْعَالُ الْقِتَالِ بِهَا — ثَلٰثَةٌ قَبْلَهُ تَبْدُوْ لِمَنْ نَظَرَا

ت :- اور وَقٰتِلُوْهُمْ (بقرہ ع ۲۴) اور قِتَال کے تینوں صیغے اس (قٰتِلُوْهُمْ) سے پہلے اہلِ نظر کے لئے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

۴۹ هُنَا وَيَبْصُطُ مَعْ مُصَيْطِرٍ وَكَذَا الْـ — مُصَيْطِرُوْنَ بِصَادٍ مُبْدَلٍ سُطِرَا

ت :- یہاں (ع ۳۲) لفظ وَيَبْصُطُ اور بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ) اور اسی طرح اَلْمُصَيْطِرُوْنَ (طور ع) صاد سے مسطور ہیں، جو (سین سے) مبدل ہیں۔ (اور چوتھا بَصْطَةً اعراف میں آئیگا۔)

۵۰ وَفِي الْاِمَامِ اهْبِطُوْا مِصْرًا بِهِ اَلِفٌ — وَقُلْ وَمِيْكٰلَ فِيْهِ حَذْفُهَا ظَهَرَا

ت :- اور اِهْبِطُوْا مِصْرًا (بقرہ ع) میں مصحف امام میں (اور دیگر مصاحف میں بھی) الف (بعد الرا) ہے (اس کے علاوہ باقی مِصْرَ بغیر الف کے غیر منصرف آیا ہے) اور تم بیان کردو کہ مِیْکٰلَ میں بھی اس کے الف کا حذف ہی ظاہر ہوا ہے۔

۵۱ وَنَافِعٌ حَيْثُ وٰعَدْنَا خَطِيْٓئٰتُهُ — وَالصّٰعِقَةُ الرِّيٰحُ تُفٰدُوْهُمْ هُنَا اعْتَبَرَا

ت :- اور نافع نے (بھی) وٰعَدْنَا جہاں بھی آئے، اور خَطِيْٓئٰتُهُ، وَالصّٰعِقَةُ، اَلرِّيٰحُ یہاں تُفٰدُوْهُمْ میں (حذفِ الف کا) اعتبار کیا ہے۔

یعنی اس شعر کے پانچوں کلمات میں الف محذوف الرسم ہے، الف والوں کی قرارت کھڑے زبر سے ہوگی۔ هُنَا کی قید الصّٰعِقَةُ اور اَلرِّيٰحُ کے ساتھ اس لئے ہے کہ ان دونوں کلمات میں حذفِ الف بطور کلیہ تو ہے ہی لیکن خصوصیت یہ ہے کہ ان میں حذف نافع کی صریح روایت سے بھی آیا ہے۔

۵۲ دِفٰعُ رِهٰنٌ مَعْ مُضٰعَفَةً — وَعٰهَدُوْا وَهُنَا تَشٰبَهَ اخْتُصِرَا

ت :- دِفٰعُ (اللّٰهِ) دونوں جگہ (ع ۳۳ حج ع ۶) فَرِهٰنٌ (ع ۳۹) اور مُضٰعَفَةً (اٰل عمران ع ۱۴) اور عٰهَدُوْا (ع ۲۲) اور تَشٰبَهَ یہاں (ع) نہ کہ اٰل عمران (ع) ان پانچوں کلمات میں بروایت نافع مختصر ہے یعنی حذفِ الف ہے۔

۵۳ يُضٰعِفُ الْخُلْفُ فِيْهِ كَيْفَ جَاءَ كَذَا — بِهِ وَنَافِعٌ فِي التَّحْرِيْمِ ذَاكَ اَرَى

ت :- يُضٰعِفُ جس طرح بھی آئے اور وَكُتُبِهٖ (بقرہ ع ۴۰) میں خلف ہے اور (وَكُتُبِهٖ ع ۲) تحریم میں بھی نافع نے یہی (حذفِ الف) ظاہر کیا ہے۔ بقرہ ع ۳۲ حدید ع کے يُضٰعِفُ میں تو

خلف سے اور اس کے علاوہ باقی میں صرف حذف ہے، یُضٰعِفُ میں ہر جگہ خلف کو سہواً فرمادیا ہے

ع۵۴ وَالْحَذْفُ فِیْ یَاءِ اِبْـرَاهِیْمَ قِیْلَ هُنَا　　شَامٍ عِرَاقٍ وَّنِعْمَ الْعِرْقُ مَا انْتَشَرَا

ت:- اور اِبْرٰهِیْمَ کی یاء میں کہا گیا ہے کہ یہاں حذف شامی اور عراقی (کوفی بصری رسم) ہے (بقرہ ع۱۵ - ع۱۶ - ع۳۵) اور اصل اور رگ (گھاس کی بیل) عمدہ ہے جبکہ پھیل جائے۔

مدنی و مکی مصاحف میں سورہ بقرہ کے اِبْرٰهِیْمَ کی یاء ثابت ہے چونکہ قراءت اس لفظ کی اِبْرٰهٰمَ بھی ہے یہ لفظ اختلافی تینتیس ۳۳ ہے، حذف یا والی رسم مشہور ہے اس لئے بہتر ہے، جس کے لئے نعم العرق ما انتشرا کہا۔

ع۵۵ اَوْصٰی الْاِمَامُ مَعَ الشَّامِیْ وَالْمَدَنِیْ　　شَامٍ وَّقَالُوْا بِحَذْفِ الْوَاوِ قَبْلُ یُرٰی

ت:- اَوْصٰی (بقرہ ع۱۶ اثباتِ الف قبل الواو) شامی مدنی اور مصحف امام کی رسم ہے (ان تینوں مصاحف میں واؤ سے پہلے الف مرسوم ہے ان کے ماسوا میں حذف الف سے وَوَصّٰی ہے) اور شامی میں قاف سے پہلے واؤ محذوف الرسم ہے، (یعنی قَالُوْا) یُری دیکھا جاتا ہے۔

ع۵۶ یُقَتِّلُوْنَ الَّذِیْنَ الْحَذْفُ مُخْتَلَفٌ　　فِیْهِ مَعَ اَطْعَرَا عَنْ نَافِعٍ وَّقَرَا

ع۵۷ وَقٰتَلُوْا اُوْلٰئِکَ مَعْ رُبُعٍ لِکُتُبٍ　　یَ اللّٰهِ مَعَهُ ضُعَفَا عُقِدَتْ حَصَرَا

ع۵۸ مُرٰغَمًا قٰتَلُوْا الْمَسْتُمْ بِهِمَا　　حَ نَا السَّلٰمَ سِ سَلِّطْهُ مَعًا اَثَرَا

ع۵۹ وَبٰلِغَ الْکَعْبَةِ احْفَظْهُ وَقُلْ بِهِمَا　　وَالْاَوْلَیٰنِ وَاکِلُوْنَ فَقَدْ ذَکَرَا

ت:- ع۱ (آل عمران ع۱) میں حذف مختلف فیہ ہے (یعنی بروایت نصیر حذف و اثبات دونوں ہیں) ع۲و۳ (آل عمران ع۱۵، مائدہ ع۱۰) نافع سے دونوں حذف سے باوقار ہے اور ع۴ (آل عمران ع۲) ع۵ ع۶، ع۷ (ع) ساتھ ہی ع۸ (ع۱) ع۱۱ (فَلَقٰتَلُوْکُمْ ع۱۲) ع۱۲و۱۳ ان دونوں میں (نساء ع، مائدہ ع) اور ع۱۴و۱۵ کے دونوں لفظ (مائدہ ع انعام ع۱۵) اور ع۱۶و۱۷ کے دونوں (مائدہ ع، انعام ع) ان پانچوں کلمات کو بھی نافع نے حذف الف سے نقل کیا ہے۔ اور ع۱۸ (مائدہ ع۱۳) کو بھی حذف الف ہی سے محفوظ کرلو اور کہدو کہ ع۱۹و۲۰ دونوں جگہ (نساء ع مائدہ ع۱۳) اور ع۲۱ (مائدہ ع۱۴) اور ع۲۲ (مائدہ ع) یہ چاروں کلمات بھی نافع نے حذف الف سے بیان کیا ہے،

ان چاروں اشعار میں بائیس ۲۲ کلمات ہیں سب پر نمبر ڈالدیئے گئے ہیں، ترجمہ میں اختصاراً نمبروار ترجمہ کیا گیا ہے، ان سب میں صرف ع۱ میں حذف نصیر سے ہے، باقی اکیس ۲۱ میں نافع سے، دیگر اہل رسم بھی ان کے ساتھ متفق ہیں لہٰذا یہ اجماعی ہے۔

ع۶۰ وَقُلْ مَسٰکِیْنَ عَنْ خُلْفٍ وَّهُوْ دُبِهَا　　وَذِیْ وَیُوْنُسَ الْاُوْلٰی اسْمُ خُبِرَا

(ع) ۲ - ۳ (ع) (ع۵) ۶ - ۷ ع

اور تم مَسٰکِیْنَ (مائدہ ع ۱۳) میں حذفِ الف بالخلف بیان کردو (یہ خلف نصیر سے ہے، نافع سے صرف حذف ہے) اور لفظ سِحْرٌ سورۂ ھُود (ع ۱) میں اور اس (مائدہ ع ۱۵) میں اور یونس میں اولیٰ حذف سے جانا گیا ہے۔

٦١ وَسَارِعُوْا اِلْوَاوُ مَکِّیٌّ عِـرَاقِیَۃٌ   وَبَاوَبِالزُّبُرِ الشَّامِیُّ نَشَا خَبَرَا

٦٢ وَبِالْکِتٰبِ وَقَدْ جَاءَ الْخِلَافُ بِہٖ   وَرَسْمُ شَامٍ قَلِیْلًا مِّنْھُمْ کَـثُرَا

ت:۔ وَسَارِعُوْا میں اثبات واؤ کی رسم مصاحف مکی وبصری کی ہے (مدنی وشامی میں حذف واؤ سے سَارِعُوْا ہے) اور وَبِالزُّبُرِ (آل عمران ع ۱۹) کی بار کا اثبات شامی مصحف کا رسم ہے جو خبر کے اعتبار سے مشہور ہوگئی ہے۔ اور وَبِالْکِتٰبِ میں اثباتِ با میں اختلاف ہے (چنانچہ اسی بنار پر ان دونوں کلمات میں قراءت کا بھی ایسا ہی اختلاف ہے) اور قَلِیْلًا مِّنْھُمْ میں الف سے رسم شامی کی غالب ومشہور ہے (شامی کے علاوہ میں بغیر الف کے قَلِیْلٌ ہے)

٦٣ وَرَسْمُ وَالْجَارِ ذَا الْقُرْبٰی بِطَائِفَۃٍ   مِنَ الْعِرَاقِ عَنِ الْفَرَّاءِ قَدْ نَدَرَا

ت:۔ اور وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی میں ذال کے بعد الف کی رسم جو عراق کی ایک جماعت سے ہے جو فرّا سے منقول ہے شاذ ہے۔ یعنی فرّار کا یہ قول شاذ ہے کہ کوئی مصحف میں ذاالقربٰی بالالف مرسوم ہے، کیونکہ ذی منصوب کسی بھی قراءت میں نہیں ہے۔

٦٤ مَعَ الْاِمَامِ وَشَامٍ یَرْتَدِدْ مَدَنِیْ   وَقَبْلَہٗ وَیَقُوْلُ بِالْعِرَاقِ یُرٰی

ت:۔ (مائدہ ع ۸) مَنْ یَّرْتَدِدْ دو دالوں کی رسم مصحف امام اور مدنی وشامی کی ہے (باقی میں مَنْ یَّرْتَدَّ ایک دال مشدّد ہے) اور اس لفظ سے قبل وَیَقُوْلُ (الَّذِیْنَ) میں واؤ کے اثبات کی رسم کوفی وبصری مصاحف میں دیکھی جاتی ہے،

٦٥ وَبِالْغَدٰوۃِ مَعًا بِالْوَاوِ کُلُّھُمْ   وَقُلْ مَعًا فَرَّقُوْا بِالْحَذْفِ تَدْعُمُ اِ

ت:۔ اور بِالْغَدٰوۃِ دونوں جگہ (انعام ع ۶ وکہف ع ۴) میں سب ہی مصاحف میں واو مرسوم ہے اور تم فَرَّقُوْا ہر دو جگہ (انعام ع ۲۰ روم ع ۴) کے الف کو محذوف الرسم بیان کردو یہی ثابت کیا گیا ہے

٦٦ وَقُلْ وَلَا طٰئِرٍ بِالْحَذْفِ نَافِعُھُمْ   وَمَعْ اَکٰبِرَ ذُرِّیّٰتِھِمْ نَشَرَا

ت:۔ اور تم بیان کردو کہ نافع نے وَلَا طٰئِرٍ (انعام ع ۴) اور اَکٰبِرَ (ع ۱۵) اور ذُرِّیّٰتِھِمْ (ع ۲۲) میں حذفِ الف سے پھیلایا ہے۔ یعنی ان کلماتِ ثلثہ میں حذفِ الف کی رسم نافع سے مروی ہے، باقی بھی ان کے ساتھ متفق ہیں۔

٦٧ وَقُلْ اَتُحَآجُّوْنِّیْ عَنْ خُلْفٍ وَجُعِلَ وَاَنْ   لَکُوْنِیْ اَنْجٰیتَنَا فِیْ نَائِہٖ اخْتَصَرَا

ت :- اور بروایت نصیر) فَلِقُ الْحَبِّ اور وَجَعِلُ الَّیْلَ) دونوں بالخلف ہے اور لَئِنْ) اَنْجِیْتَنَا (ع) میں مصحف کوفی میں اس کی تا مختصر (اور محذوف) ہے (یعنی مصحف کوفی میں یہ لفظ انجنا ہے۔ ہیں تو دو شوشے مگر پہلا شوشہ الف کا ہے جو مبدل من الیاء ہے اور دوسرا نون کا ہے۔

٦٨ لَدَا الشَّامِ وَقُلْ اَوْلَادَهُمْ شُرَكَا ئُهِمْ بِيَاءٍ بِهِ مَرْسُوْمُهُ نَصَرَا

ت :- (انعام ع میں) لَدَا الشامی رسم ہے (ایک لام اور دال مخفف سے لام ثانی تعریف کا غیر مرسوم ہے) اور تم بیان کردو کہ اَوْلَادَهُمْ شُرَكَائُهِمْ (ع) میں ہمزہ بعد الالف اسی مصحف شامی میں مرسوم الیاء ہے (بحالت جری) اور اس کی رسم نے تائید کی ہے (باقی مصاحف میں ہمزہ بشکل واو مرسوم ہے زَیَّنَ کا فاعل ہوکر۔)

ومن سورة الاعراف الى سورة مريم عليها السلام

٦٩ دَنَا فِعٌ بَطِلٌ مَعًا وَطٰئِرُهُمْ بِالْحَذْفِ مَعْ كَلِمٰتِهِ مَتٰى ظَهَرَا

٧٠ مَعَ الْخَطِيْئٰتِ وَ اَنْبَا ثَابِتٌ بِهِمَا عَنْهُ الْخَبٰئِثُ حِرْ فَاهُ وَ لَا كَدَرَا

ت :- ١و٢ دونوں جگہ (اعراف ع ہود ع) اور ٣ (اعراف ع و ٤ جہاں کبھی آئے یہ کلمات حذف الف سے ہیں، ٥و٦ دونوں جگہ (اعراف ع، نوح ع حذف الف سے مروی ہے) اور ان دونوں کلمات میں (بعد طا) یا ثابت ہے، اور ٧و٨ کے دونوں کلمات (اعراف ع، انبیاء ع ۔ ۔ ۔ ۔ حذف الف کے ساتھ نافع سے) بالکل بے غبار ہیں۔

یہ کلمات نافع سے مروی ہیں، کسی کا اختلاف نہ ہونے کے باعث یہ حذف اجماعی ہے۔

٧١ هُنَا وَفِي يُوْنُسٍ بِكُلِّ سٰحِرٍ لَتْ تَاخِيْرُ فِي اَلِفٍ بِهِ الْخِلَافُ يُرٰى

ت :- یہاں (اعراف ع) اور یونس (ع) میں کُلِّ سٰحِرٍ میں الف میں تاخیر ہے (یعنی الف سین کے بعد نہیں بلکہ حا کے بعد ہے) یہ تاخیر بالخلف ہے، یعنی الف تو ہے مگر نصیر کی بعض روایت میں سین کے بعد اور بعض میں حاء کے بعد ہے، اور سورتوں کی تعین سے شعراء ع خارج ہوگیا کیوں کہ یہ متفق طور پر بعد حاء ہے۔

٧٢ وَيَادِ يَشَاءُ بِخُلْفٍ بَعْدَهُ اَلِفٌ وَطَاءُ طٰئِفٌ اَيْضًا فَازَكٌ مُخْتَبِرَا

ت :- اور (یا) یَشَآءُ (اعراف ع) کی یاء کے بعد الف باختلف ہے اور طٰئِفٌ (اعراف ع) میں بھی

ت بالخلف ہے، لہٰذا تم محقق بن کر پاک وصاف بن جاؤ۔

۴۳ وَبَصْطَةً بِالِاتِّفَاقِ مُفْسِدِينَ وَقَا ... لَ الْوَاوُ شَامِيَةٌ مَشْهُورَةٌ أَثَرَا

ت:۔ اور بَصْطَةً (اعراف ع) کی رسم بالصاد اتفاقی ہے، اور مُفْسِدِينَ وَقَالَ (الملأ ع) میں واو عاطفہ شامی مصحف کا ہے اور یہ واو نقلاً مشہور ہے۔ (باقی میں بغیر واو کے)

۴۴ وَحَذْفُ وَاوِ وَمَا كُنَّا وَمَا يَتَذَكْـ ... ـكَرُونَ يَا وَأَنْجَلَكُمْ لَهُمْ زُبُرَا

ت:۔ اور وَمَا كُنَّا (ع) میں حذف واو مَا يَتَذَكَّرُونَ (ع) میں تا سے قبل یا غیبت اور أَنْجَلَكُمْ (ع) میں جیم و کاف کے درمیان ایک شوشہ ہے یہ (جو کچھ بیان ہوا) اہل شام کیلئے مرسوم ہے،

۴۵ وَمَعْ قَدْ أَفْلَحَ فِي قَصْرٍ آمَنتُ مَعْ ... مَسْجِدَ اللهِ الْأُولَى نَافِعٌ أَثَرَا

۴۶ وَمَعْ خِلَافَ وَزِدْ أَلِفًا لَامَ أَلِفَ ... لَا أَوْضَعُوا جُلُّهُمْ وَاجْمَعُوا زُمَرَا

۴۷ لَا أَذْبَحَنَّ وَعَنْ خُلْفٍ مَعًا لَا إِلَى ... مِنْ تَحْتِهَا آخِرًا مَكِّيُّهُمْ زَبَرَا

ت:۔ اور آمَنتُ (انفال ع) مع قد افلح (المؤمنون ع) اور مَسْجِدَ اللهِ (توبہ ع) پہلا اور خِلَافَ (توبہ ع) ان سب میں نافع نے (دیگر اہل رسم کی طرح) حذف الف سے نقل کیا ہے، اور جلیل القدر کاتبین نے لَا أَوْضَعُوا میں (توبہ ع) لام الف میں ایک الف کا اضافہ کیا ہے، (اکثر کاتبین نے، اور بعض کا اختلاف بھی ہے) اور لَا أَذْبَحَنَّهُ (نمل ع) میں الف کی زیادتی میں سب ہی کاتبین متفق الجماعت ہیں (یعنی اس میں کسی کا اختلاف نہیں) اور لَا إِلَى دونوں جگہ (آل عمران ع) صٰفّٰت ع) بالخلف ہے (الف کی زیادتی میں خلف ہے) اور مکی نے آخری تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ میں (توبہ ع) مِنْ کا اضافہ کرکے لکھا ہے (آخری کی قید سے ع) خارج ہو گئے کہ یہ اجماعاً مِنْ کے ساتھ ہیں۔

۴۸ وَدُونَ وَاوِ الَّذِينَ الشَّامُ وَالْمَدَنِي ... وَحَرْفُ يَنْشُرُكُمْ بِالشَّامِ قَدْ نُشِرَا

ت:۔ اور الَّذِينَ (اتَّخَذُوا توبہ ع) شامی و مدنی مصاحف میں بغیر واو عاطفہ کے ہے اور شامی مصحف میں (یونس ع) يُسَيِّرُكُمْ۔ کے بجائے) يَنْشُرُكُمْ مشہور ہوا ہے۔

۴۹ وَفِي لِنَنظُرَ حَذْفُ النُّونِ مُرْدَدِ نِي ... إِنَّا لَنَنصُرُ عَنْ مَنصُورٍ انتَصَرَا

ت:۔ اور لِنَنظُرَ (یونس ع) اور إِنَّا لَنَنصُرُ (غافر ع دونوں) میں نون کا حذف عالم مؤید اور غالب کی جانب سے رد کر دیا گیا ہے۔ (مگر یہ غیر معتبر اور غیر مسلم ہے، دونوں کا اثبات ہی صحیح ہے۔)

۵۰ غَيَابَتِ نَافِعٌ وَآيَاتٌ مَعْهُ وَعَمْـ ... ـهُ بَيِّنَتٍ فِي فَاطِرٍ قَصَرَا

۸۱ وَفِيهِ خُلْفٌ وَّ اٰيٰتٌ بِهٖ اَلِفُ الْـ اِمَامِ حَاشَ بِحَذْفٍ صَحَّ مُشْتَهِرَا

ت :- دونوں لفظ غَيٰبٰتِ (یوسف ع) اور اٰیٰت (ع) جو غیٰبٰت کے ساتھ ہے نافع (سے حذف الف سے) ہے اور فاطر (ع) میں بَیِّنٰتٍ ان ہی (نافع) سے بقصر الالف مرسوم ہے اور اس (بَیِّنٰت) میں خلف ہے (یعنی دوسری روایت سے اثبات بھی ہے) اور اٰیٰتٌ میں مصحف امام میں تو الف ہے (یعنی دوسرے میں حذف ہے)

(خلاصہ یہ کہ غَیٰبٰتِ میں صرف حذف، اور ان دونوں میں دونوں ہے، مگر حذف اکثری ہے) اور لفظ حَاشَ (دونوں جگہ) شین بعد الف حذف کے ساتھ صحیح اور مشہور ہے (تین مقدم الذکر میں واحد و جمع کا اختلاف تو معلوم ہے)

۸۲ وَيَا لَدٰى غَافِرٍ عَنْ بَعْضِهِمْ اَلِفٌ وَّهٰهُنَا اَلِفٌ عَنْ كُلِّهِمْ بَهَرَا

ت :- اور غافر (ع) کے لَدَى (الْحَنَاجِرِ) میں یا کی رسم بعض سے بشکل الف ہے (اور بعض قرآن میں یا) لیکن یہاں (یوسف میں لفظ لَدَا الْبَابِ میں) تمام مصاحف سے بصورت الف ہی ہے اور غالب ہے۔

۸۳ وَنُونَ نُنْجِي بِهَا وَالْاَنْبِيَا حَذَفُوا وَاَلْكُفّٰرُ الْحَذْفُ فِيهِ فِي الْاِمَامِ جَرٰى

ت :- اور اہل رسم نے نُنْجِی کے دوسرے نون کو اس سورت (یوسف ع) اور سورۂ انبیاء (ع) میں حذف کر دیا ہے (بروایت نصیر) اور اَلْکُفّٰرُ (رعد ع) میں الف کا حذف (مصحف) امام میں جاری ہوا ہے (بروایت ابو عبید، سورۂ یونس ع کا نُنْجِی بالاتفاق دونوں سے ہے)

۸۴ لَاتَايْئَسُوا وَمَعًا يَايْئَسْ بِهَا اَلِفٌ فِي نَسْتَايْئَسَ اسْتَايْئَسُوا احْذِفْ فَشَا خَبَرَا

ت :- (اور) وَلَا تَايْئَسُوا (ع) اور يَايْئَسُ دونوں جگہ (ع اور رعد ع) ان تینوں میں (یا اور تا کے بعد) مرسوم الف ہے، اور اِسْتَايْئَسَ اور اِسْتَايْئَسُوا (یوسف ع و ع) میں حذف الف خبراً مشہور ہو گیا ہے، (یعنی مؤخر الذکر دو بعض میں تو ثابت ہے مگر اکثر میں حذف ہے)

۸۵ وَالرِّيٰحُ عَنْ نَافِعٍ وَتَحْتَهَا اخْتَلَفُوا وَيَا بِاَيّٰمِ زَادَ الْخُلْفُ مُسْتَطَرَا

ت :- اور اَلرِّیٰحُ نافع سے (بھی حذف الف) ہے اور اس سورۂ ابراہیم کے تحت (سورہ حجر ع کے اَلرِّیٰحَ میں) اہل رسم نے اختلاف کیا ہے اور مصاحف کے خلف نے بِاَیّٰمِ (اللہ ابراہیم ع) کی یاء کو زیادہ کر دیا ہے (بعض مصاحف میں) مرسوم الیاء ہے، (مگر اکثر میں یاء مشدد کے بعد الف ہے بِاَیّٰمِ)

۸۶ بِالْحَذْفِ طٰئِرُهُ عَنْ نَافِعٍ وَّبِيَا وَ كِلَاهُمَا الْخُلْفُ وَالْيَا لَيْسَ فِيهِ تُرٰى

ت :- ظَاہِرَۂ (اسراءع) نافع سے بحذف الالف ہے، اور کلاھُمَا میں خُلف ہے، اور اس لفظ میں (بجائے الف کے) یا تو کسی مصحف میں نہیں دیکھی جاتی (یعنی جن مصاحف میں الف ثابت بھی ہے ان میں بشکل الف ہی ہے نہ کہ بشکل یا)۔

۸۷ سُبْحٰنَ فَاحْذِفْ وَخُلْفُهُ بَعْدَ قَالَ هُنَا وَقَالَ مَكٍّ وَشَامٍ قَبْلَهُ خَسْرًا

ت :- تم سُبْحٰنَ کے الف کو (ہر جگہ) حذف کر دو اور یہاں قُلْ کے بعد والے سُبْحٰنَ (ع) میں خُلف ہے اور اس (سُبْحٰنَ) سے پہلے (لفظ قُلْ کے بجائے) قَالَ مکی و شامی نے رسم بالالف کی خبر دی ہے۔

۸۸ تَزٰوَرُ زٰكِيَةً مَعْ لَتَّخَذْتَ بِحَذْفِ نَافِعٍ كَلِمٰتُ رَبِّيْ ۲ عَشْرًا

ت :- تَزٰوَرُ (کہف ع) اور زٰكِيَةً اور لَتَّخَذْتَ (ع اور) كَلِمٰتُ رَبِّيْ (ع) میں دو جگہ ان پانچوں کلمات میں الف) نافع سے حذف سے زیارت کیا گیا ہے۔

۸۹ وَفِيْ خَرَاجًا مَعًا وَالرِّيحُ خُلْفُهُمُ وَكُلُّهُمْ فَخَرَاجُ ۲ لِلثُّبُوتِ تَرَا

ت :- اور خراجا میں دونوں جگہ (کہف ع، مومنون ع) اور (ثَمَّنْ رُوْهُ) الرِّيحُ (کہف ع) ان تینوں میں خلف ہے۔ اور فَخَرَاجُ (رَبِّكَ مومنون ع) کو ثبوت الف ہی سے تلاش کیا ہے، (علامہ سخاوی ؒ نے مصحف شامی میں اس کو حذف سے پایا ہے، (شمول کے قاعدے پر اس میں حذف ہی ہونا بھی چاہیے۔)

۹۰ كُلٌّ بِلَا يَاءٍ ۲ تُؤْتُوْنِيْ وَمَكَّنَنِيْ مَكٍّ وَمِنْهَا عِرَاقٍ بَعْدَ خَيْرًا ۲ رَأَى

ت :- ۲ تُؤْتُوْنِيْ دونوں جگہ سب میں بغیر یاء کے ہے، اور مَكَّنِّيْ (کہف ع) کی (مکی رسم) اور عراقی اور (کوفی و بصری) نے (لَأَجِدَنَّ) خَيْرًا (کہف ع) کے بعد مِنْهَا (بجائے مِنْهُمَا کے) دکھایا ہے،

وَمِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اِلٰى سُوْرَةِ صٓ

۹۱ خَلَقْتُ وَاَمْتَرْتُ حَذْفُ الْكُلِّ وَاخْتَلَفُوْا ۲ بِلَا تَخَفْ نَافِعٌ تَسٰقَطُ اَخْتَصَرَا

ت :- خَلَقْتُكَ (مریم ع) اور اَخْتَرْتُكَ (طٰہٰ ع) میں تمام مصاحف میں الف کا حذف ہے (جمع متکلم کی قراءت میں الف محذوف ہے تاکہ واحد متکلم والی قراءت کو بھی یہ رسم شامل ہو جائے ویسے بھی جمع متکلم کا الف اگر بہ سبب ضمیر کے وسط میں آجائے تو محذوف الرسم۔

ع) ہوتا ہے) اور لا نخلف (طٰہٰ ع) میں اہل رسم نے اختلاف کیا ہے (طٰہٰ ع، ع، ع میں اجماعاً حذف ہے) اور تساقط (مریم ع) کو نافع نے بھی مختصر کر دیا ہے (اجماعی حذف الف ہے۔)

۹۲ یسٰرعون جذاذا عنہ وانفقوا علیٰ حرام ھنا ولیس فیہ مرا

ت:۔ یسٰرعون (انبیاء ع، مومنون ع) جذاذا (انبیاء ع) کا حذف الف بھی ان نافع ہی سے ہے، اور یہاں (انبیاء، ع) وحرام (کے حذف الف) پر سب متفق ہیں، اور اس (حذف) میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

۹۳ وقل الاول کونی وسی اذکم لا وادنی مصحف المکی مستطرا

ت:۔ اور پہلا قٰل (انبیاء ع) کونی الرسم ہے (یعنی بالالف مرسوم ہے۔ باقی مصاحف میں قٰل بغیر الالف ہے، اور انبیاء ع، زخرف ع کو نہیں بیان فرمایا، یہ دونوں تمام مصاحف میں بغیر الف کے ہیں) اور اذکم (یرا الذین انبیاء ع) مصحف مکی میں بغیر واؤ کے مرسوم ومسطر ہے،

۹۴ معٰجزین معًا یقٰتلون لنا فع یدٰفع عن خلف وفی لفرا

ت:۔ معٰجزین (حج ع سباء ع) دونوں جگہ، یقٰتلون (حج ع) نافع کیلئے (بھی حذف الالف) ہے اور یدٰفع (حج ع) میں خلف ہے، وفی لفرا ایسا خلف ہے جو ازروئے جماعت کامل ہے یعنی اس کے ناقلین بہت ہیں۔

۹۵ وسٰمرا اوعظما والعظم لنا فع وقل کم وقل ان کون ابتدرا

ت:۔ اور سٰمرا (مومنون ع) اور عظما اور العظم (ع حذف الف) نافع کیلئے (بھی) ہے اور وقٰل کم اور قٰل ان (لبثتم ع) میں کوئی نے (حذف الف میں) سبقت کی ہے،

۹۶ للہ فی الاخرین فی الامام وفی ا بصری قل الف یزیدھا الکبرا

ت:۔ (ع کے تینوں میں سے) دو آخر کے للہ میں مصحف امام وبصری میں الف (ہمزہ وصلی کو) اکابر حضرات (صحابہ) زیادہ کرتے ہیں، اسے تم بیان کر دو، (دو آخری میں سیقولون اللہ ہے بجائے للہ کے)

۹۷ سراجا ان تختلفوا والریح مختلف ذریتنا فع مع کل ما انحدرا

ت:۔ سرٰجا (فرقان ع بروایت نصیر) اہل رسم (اس کے حذف الف میں) مختلف ہیں اور الریح بھی مختلف فیہ ہے، اور وذریتنا (ع) مع اپنے ان ذریت کے جو اس

سورۂ فرقان کے تحت (یعنی لسین ع ۳ دغافر وطور ع میں) آیا ہے نافع رنے بھی حذف الف کیا ہے۔

۹۸ وَنُنَزِّلُ النُّوْنُ مَكِّيٌّ وَحَاذِرُوْنَ فَنَا رِهِيْنَ عَنْ جُلِّهِمْ مَعْ حَذِرُوْنَ سَرَى

ت:- اور نُنَزِّلُ دالملٰئکۃ (فرقان ع) میں نون ثانی مکی الرسم ہے اور حٰذِرُوْنَ (شعراء ع) اور فٰرِهِيْنَ (شعراء ع) میں حذف الف اکثر حضرات جلیل القدر سے جاری ہوا ہے، (حذف الف واثبات دونوں ہیں مگر ناظم رح نے حذف کو راجح اور قوی قرار دیا ہے) علامہ سخاوی رح کے نسخے میں جُلِّهِمْ کے بجائے خُلْفِهِمْ ہے اس طرح دونوں وجہیں بلا تاویل مساوی ہوجاتی ہیں۔

۹۹ وَالشَّامِ قُلْ فَتَوَكَّلْ وَالْمَدِيْنِ وَيَا تُبَيِّنَ النُّوْنُ مَكِّيٌّ بِهِ جَهَرَا

ت:- اور تم بیان کردو کہ فَتَوَكَّلْ (نہ کہ شعراء ع کا وَتَوَكَّلْ) بالفا شامی ومدنی الرسم ہے اور لَيَاْتِيَنِّيْ میں نون ثانی (نمل ع) کو مکی نے ظاہر کیا ہے۔ (باقی مصاحف میں وَتَوَكَّلْ واؤ سے ہے۔)

۱۰۰ اٰتٰنِ نَافِعٌ بِالْحَذْفِ طٰٓئِرُكُمْ وَادّٰرَكَ الشَّامِ فِيْهَا اِنَّنَا سُطِرَا

ت:- اٰتٰنِ (نمل ع) اور طٰٓئِرُكُمْ (ع) بَلِ ادّٰرَكَ (ع تینوں کو) نافع نے حذف الف سے ہی روایت کیا ہے، اور مصحف شامی میں اِنَّنَا (ع بجائے اَئِنَّا کے) مسطور ہے، (غیر شامی میں ہمزہ ثانیہ بصورت یا ہے۔)

۱۰۱ مَعًا بِهٰدِى مَلَى خُلْفٍ فَنٰظِرَةٌ سِحْرٰنِ قُلْ نَافِعٌ بِفَرِغًا قَصَرَا

ت:- بِهٰدِى (الْعُمْيِ) دونوں جگہ (نمل ع روم ع) اور فَنٰظِرَةٌ (نمل ع) اور سِحْرٰنِ (قصص ع) بالخلف ہیں اور تم بیان کردو کہ فٰرِغًا (قصص ع) کے پہلے الف میں نافع نے بھی قصر کیا ہے،

۱۰۲ مَكِّيُّهُمْ قَالَ مُوْسٰى نَافِعٌ بِعَلَيْهِ اٰيٰتٌ وَّلَهُ فِصٰلُهُ ظَهَرَا

ت:- اور مکی نے قَالَ مُوْسٰى (قصص ع بجائے وَقَالَ کے) بغیر واو کے روایت کیا ہے، اور عَلَيْهِ اٰيٰتٌ (عنکبوت ع) اور فِصٰلُهُ (لقمٰن ع) میں حذف الف انھیں نافع کیلئے ظاہر ہوا ہے (دیگر حضرات بھی متفق ہیں)

اور احقاف ع والا بحذف الف ہے اگرچہ دانی رح وناظم رح نے اسے بیان نہیں کیا ہے،

۱۰۳ تُصَعِّرِ اتَّفَقُوْا تُظٰهِرُوْنَ لَهُ وَيَسْئَلُوْنَ بِخُلْفٍ عَلِمُ اقْتَصَرَا

ت:- تُصَعِّرْ (لقمٰن ع) کے حذف الف میں سب متفق ہیں۔ اور تُظٰهِرُوْنَ (احزاب ع)

میں حذفِ الف اِن (نافع) کے لئے ہے (باقی حضرات کی طرح) اور بِشَآ گُوْنُوْا (احزاب ع ۲) کا حذفِ الف باخلف ہے۔ اور عٰلِمُ (سبا ع) مقصور ہے۔

۱۰۴ لِلْکُلِّ بُعِدْ کَذَا وَفِیْ مَسْکِنِھِمْ عَنْ نَّافِعٍ وَّ نُجٰزِیْ قَدِرٍ ذُکِرَا

ت:- اور بُعِدْ (سبا ع) بھی اسی طرح مقصور اجماعی ہے، اور مَسْکِنِھِمْ (سبا، ع) میں حذفِ الف نافع سے بھی ہے، اور وَھَلْ نُجٰزِیْ (سبا ع) بِقٰدِرٍ (یٰسین ع) یہ دونوں بھی نافع سے بحذفِ الف مذکور ہوئے ہیں۔

۱۰۵ کُوْنٍ وَّمَا عَمِلَتْ وَالْخُلْفُ فِیْ فَکِھِیْنَ لِلْکُلِّ اٰثٰرِھِمْ عَنْ نَّافِعٍ اُثِرَا

ت:- اور وَمَا عَمِلَتْہُ (یٰسین ع حذفِ ہا سے) کوفی الرسم ہے (باقی ہیں وَمَا عَمِلَتْہُ ہے) اور جملہ الفاظ فَکِھِیْنَ میں خلف ہے (یہ چار جگہ ہے (یٰسین ع دخان و طور ع و تطفیف) اور اٰثٰرِھِمْ (صٰفّٰت ع) نافع سے الف کے حذف سے منقول ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ صٓ اِلٰی اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ

۱۰۶ عَنْ نَّافِعٍ کِذٰبٌ عِبٰدَہٗ بِخُلْفٍ لَہٗ ... نٰتَاْمُرُوْنِیْ بِنُوْنِ الشَّامِ قَدْ نُصِرَا
۱۰۷ اَشَدَّ مِنْکُمْ لَہٗ اَوْ اَنْ لِکُوْفِیَّۃٍ ... وَالْحَذْفُ فِیْ کَلِمٰتٍ نَّافِعٌ نَّشَرَا
۱۰۸ مَعْ یُوْنُسٍ وَّمَعَ التَّحْرِیْمِ وَاتَّفَقُوْا ... عَلَی السَّمٰوٰتِ فِیْ حَذْفَیْنِ دُوْنَ مِرَا
۱۰۹ لٰکِنْ فِیْ فُصِّلَتْ ثَبَتٌ اٰخِرُھُمَا ... وَالْحَذْفُ فِیْ ثَمَرٰتٍ نَّافِعٌ شَھَرَا
۱۱۰ عَنْہُ اَسْوِرَۃٌ وَّالرِّجْزُ وَالْمَدَنِیْ ... عَنْہُ بِمَا کَسَبَتْ وَبِالشَّامِ جَرٰی
۱۱۱ وَعَنْھُمَا تَشْتَھِیْہِ یٰعِبَادِیْ لَا ... وَھُمْ عِبٰدٌ بِحَذْفِ الْکُلِّ قَدْ ذُکِرَا

ت:- کِذٰبٌ (زمر ع) کا حذفِ الف نافع سے (بھی) ہے، عِبٰدَہٗ (ع) کا حذفِ الف باخلف ہے۔ تَاْمُرُوْنِیْ (ع) ایک اور نون کے ساتھ شامی کا مؤید ہے۔ ۲ دونوں سے تَاْمُرُوْنِّیْ ہے (اَشَدَّ مِنْکُمْ (مؤمن ع) شامی کے لئے (مِنْھُمْ کے بجائے) ہے اور کوفی کے لئے اَوْ اَنْ ہے (واو سے) باقی کے لئے وَاَنْ بغیر ہمزہ کے اور

واو عاطفہ سے ہے) اور کَلِمٰتُ رَبِّکَ مومن ع مع یونس (ع) وتحریم کے (غ) حذف الف نافع سے (بھی مشہور ہوا ہے، اور اَلسَّمٰوٰت پر بلا کسی شبہ کے دونوں کے حذف پر اتفاق ہے، لیکن فصلت (ع کے سَمٰوٰتٍ فِی) میں دونوں میں کا آخری الف ثابت ہے، (بہ روایت دانی رحمہ اللہ) اور ثَمَرٰتٍ (فصلت ع) میں حذف الف نافع نے مشہور کیا ہے۔ (اور) اَسٰوِرَةٌ (زخرف ع) یُسْکِنِ الرِّیٰحَ (شوریٰ ع) کے الف کا حذف بھی ان (نافع سے) ہے۔ (اور اجماعی ہے) اور مصحف مدنی سے بِمَا کَسَبَتْ (شوریٰ ع بغیر فا کے) ہے اور اسی طرح شامی بھی جاری ہے۔ اور انھیں دونوں مصاحف سے ہے تَشْتَهِیْهِ (اَلْاَنْفُسُ زخرف ع میں ہا بعد الیا اور) یٰعِبَادِیَ لَا (خَوْفٌ) کی یا (بعد دال) کا اثبات بھی اور هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ (زخرف ع) میں الف (بعد البا) تمام مصاحف میں محذوف مذکور ہے۔

۱۱۲ اِحْسَانًا اعْتَمَدَ الْکُوْفِیْ وَنَافِعُهُمْ — بِقَدِرٍ حَذْفُهٗ اَثٰرَةٍ حَصَرَا

۱۱۳ وَنَافِعٌ عٰهَدَ اِذْ لَرْ خٰشِعًا بِخُلَا — فَهُمْ وَذَا الْعَصْفِ شَامٍ ذُوا الْجَلَالِ قَرَا

۱۱۴ تُکَذِّبَانِ بِخُلْفٍ مَعْ مَوَاقِعَ دَعْ — لِلشَّامِ وَالْمَدَنِیْ هُوَ الْمُنِیْفُ ذُرَا

ت:- اِحْسَانًا (احقاف ع) میں کوفی نے (صحیح سند پر) اعتماد کیا ہے، (مصحف کوفی میں حا سے پہلے اور سین کے بعد دو الف ہیں اور نقل سے ثابت ہیں، اور باقی مصاحف میں حُسْنًا ہے) اور نافع نے بِقٰدِرٍ (ع) میں الف کے حذف پر اعتماد کیا ہے اور (احقاف ع) اَثٰرَةٍ میں بھی انھیں نافع نے حذف الف سے حصر کیا ہے (حذف اجماعی ہے) اور عٰهَدَ (فتحنا ع) کو حذف الف سے (نافع نے) روایت کیا ہے) تم بیان کر دو۔ اور خٰشِعًا (قمر ع) میں حذف الف بالخلف ہے اور شامی نے ذَا الْعَصْفِ (رحمٰن) میں الف اور ذُوا الْجَلٰلِ (رحمٰن ع) میں واو کو جمع کر لیا ہے۔ (دیگر مصاحف میں اول میں واو، ثانی میں یا ذِی الْجَلٰلِ (ع) ہے اور ذُوا الْجَلٰلِ (ع) اول میں سب کا واو پر اتفاق ہے) اور تُکَذِّبٰنِ (رحمٰن) سب اور بِمَوٰقِعِ (النُّجُوْمِ واقعہ ع) میں الف بالخلف ہے۔ اور هُوَ الْغَنِیُّ حدید ع کو شامی اور مدنی مصاحف کے لئے ترک کر دو (فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِیُّ) اَلْمُنِیْفُ ذُرَا، اَلْمُنِیْفُ بلند پہاڑ، ذُرَا زیادہ (یعنی باقی مصاحف میں بہت زیادہ بلند ہونے والا ہے)

۱۱۵ وَکُلٌّ بِالشَّامِ اِنْ تَظٰهَرَا حَذَفُوْا — وَاِنْ تَدٰرَکَهٗ عَنْ نَافِعٍ ظَهَرَا

۱۶۷ ثُمَّ الْمُشْرِقِ عَنْهُ وَالْمُغْرَابِ وَقُلْ عَلَيْهِمُ مَعْ وَلَا كَذَّبَانِ اشْتَهَرَا

۱۶۷ قُلْ اِنَّمَا اخْتَلَفُوا جِمٰلَتٌ وَبِحَذْفِ كُلُّهُمُ الِفًا مِّنْ لَامِهِ سُطِرَا

ت :- اور وَكُلٌّ (حدید ع) بغیر الف کے شامی الرسم ہے، (حسب قراءت ابن عامر شامی رح) اور اہلِ رسم نے اِنْ تَظٰهَرَا (تحریم ع) اور اَنْ تَتَمٰكَّهٗ (نون ع) میں حذف الف کیا ہے، یہ حذف نافع سے ظاہر ہوا ہے۔ اور تم بیان کردو کہ ثُمَّ الْمَشٰرِقِ (معارج ع) عٰلِيَهُمْ (دہر ع) اور لَا كِذّٰبًا (نبا ع) میں بھی حذف الف نافع ہی سے مشہور ہوا ہے، (دیگر اہلِ رسم بھی متفق ہیں) اور قٰلَ اِنَّمَا (جن ع قال اور قل) اور جِمٰلَتٌ (مرسلت ع) میں بھی اہلِ رسم مختلف ہیں اور جِمٰلَتٌ میں لام کے بعد والا الف تمام ہی مصاحف میں محذوف مسطور ہے۔

۱۶۸ وَجِایْءَ اُنْدُلُسُ تَدْ یُدُہٗ اَلِفًا مَعًا وَبِالْمَدَنِیْ رَسْمًا عَنَوْا اَسِیْرَا

ت :- اور وَجِایْٓءَ دونوں جگہ (زمر ع الفجر) اسمیں اہلِ اندلس الف کا اضافہ کرتے ہیں، ان اہلِ اندلس نے کتابت اور اپنی عادات میں مصحفِ مدنی کا اہتمام کیا ہے (یعنی جایٓءَ کی یہ رسم مدنی سے منقول ہے،

جایٓءَ کی رسم حتّٰی سے ممتاز کرنے کے لیے ہے۔

۱۶۹ خِتٰمُهٗ وَتُصَحِّبْنِی كِبٰرِ وَقُلْ دَفِیْ عِبٰدِیْ سُكٰرٰیْ نَافِعٌ كَثُرَا

ت :- تم بیان کردو کہ ۱ (تطفیف) اور ۲ (کہف ع) ۳ (شوری ع نجم ع) اور ۴ (والفجر) اور ۵ (حج دوجگہ) یہ کلماتِ خمسہ بحذفِ الف نافع سے بھی غالب و مشہور ہوئے ہیں۔

۱۷۰ فَلَا یَخَافُ بِفَاءِ الشَّامِ وَالْمَدَنِیْ وَالضَّادُ فِیْ بِضَنِیْنٍ تَجْمَعُ الْبَشَرَا

ت :- شامی اور مدنی مصاحف میں (بجائے واو کے فا سے) فَلَا یَخَافُ ہے اور بِضَنِیْنٍ (تکویر) میں ضاد جامع البشر ہے (یعنی بجائے ظا کے ضاد سے رسم اجماعی ہے، مزید تشریح "النفحة العنبرية" صـ ۲۸۴ میں دیکھئے)

۱۷۱ وَفِیْ اَرَئَیْتَ الَّذِیْ اَرَئَیْتُمْ اخْتَلَفُوْا وَقُلْ جَمِیْعًا مَّهْدً اِنَّا فِعُ حَشَرَا

ت :- اور اَرَءَیْتَ الَّذِیْ (علق وماعون) اَرَاَیْتُمْ (بصیغہ جمع) میں اہلِ رسم نے اختلاف کیا ہے، (یعنی بعض میں را کے بعد الف بشکل ہمزہ ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ اس لفظ الَّذِیْ کی قید سے علق وماعون کی تخصیص کرلی ہے ورنہ جس میں سے را سے قبل ہمزہ استفہام ہے تمام ہی جگہ الف بعد الرا محذوف ہے مگر ان دونوں سورتوں اور اَرَءَیْتُمْ جمع میں اختلاف

ہے) اور تم بیان کردو کہ مِهٰدًا میں سب جگہ نافع نے (بھی) حذفِ الف سے جمع کیا ہے۔ اس جگہ سے مراد وہ مواقع ہیں جہاں لفظ مِهٰدًا ــــ اَلرَّحمٰن کے بعد ہے جو طٰہٰ عٓ، اور زخرف و نبا عٓ میں ہے۔ اور باقی مواقع میں مثلاً جَهَنَّمَ مِهَادًا، وَبِئْسَ الْمِهَادُ وغیرہ ان میں الف کا اثبات اجماعاً ہے۔

۱۲۲ مَعَ الظُّنُوْنَ الرَّسُوْلَا وَالسَّبِيْلَا لَدَى الْـ ـاَحْزَابِ بِالْاَلِفَاتِ فِي الْاِمَامِ تُرِيٰ

۱۲۳ بِهُوْدَ وَالنَّجْمِ وَالْفُرْقَانِ كُلُّهُمُ وَالْعَنْكَبُوْتِ ثَمُوْدًا اَطْيَبُوْا ذَفَرًا

۱۲۴ سَلٰسِلًا وَقَوَارِيْرًا اَمْعَادُوا لَدَى الْـ ـبِصْرِيْ فِي الثَّانِيْ خُلْفٌ صَارَ مُشْتَهِرًا

ت:۔ (بروایت ابوعبید و نصیر) اَلرَّسُوْلَا اَلسَّبِيْلَا مَعَ اَلظُّنُوْنَا (احزاب عٓ) کے یہ تینوں مصحف امام میں بالالف دیکھے جاتے ہیں۔ (تاکہ فواصل میں یکسانی رہے، اس کے اختلاف قراءت کو لامیہ سے معلوم کیجئے) لفظ ثَمُوْدًا کو سبھی نے سورۂ ہود عٓ ونجم عٓ اور فرقان وعنکبوت کٓع میں دال کے بعد الف لکھکر عمدہ خوشبو سے تشبیہ دیکر پاکیزہ کر دیا ہے۔ نیز سَلٰسِلًا (دہر عٓ) اور قَوَارِيْرَا کو بھی جو دو لفظ ہیں بالالف لکھکر عمدہ کر دیا ہے، اور عند البصری قَوَارِيْرًا میں خلف مشہور رہا ہے (یعنی ایک روایت پر الف ہے اور دوسری پر نہیں۔)

۱۲۵ وَلُؤْلُؤًا كُلُّهُمْ فِي الْحَجِّ وَاخْتَلَفُوْا فِي فَاطِرٍ وَبِثَبْتٍ نَافِعٌ نَصَرَا

۱۲۶ وَفِي الْاِمَامِ سِوَاهُ قِيْلَ ذُو الِفٍ وَقِيْلَ فِي الْحَجِّ وَالْاِنْسَانِ بَصْرِيْ رَاى

۱۲۷ لِلْكُوْفِ وَالْمَدَنِيْ فِيْ فَاطِرٍ اَلِفٌ وَالْحَجِّ لَيْسَ عَنِ الْفُرَّاءِ فِيْهِ مِرَا

ت:۔ اور سورۂ حج (عٓ) میں سبھی نے (بعد الہمزہ) بشکل واؤ بالالف لکھا ہے۔ اور فاطر (عٓ) میں اختلاف کیا ہے، اور نافع نے ثبوت (نقل کے ذریعے) سے اس کی تائید کی ہے۔ (بعد الواو الف بتایا ہے) اور کہا گیا ہے کہ مصحف امام اس (فاطر) کے سوا (واو کے بعد) الف والا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ حج (عٓ) اور انسان (دہر عٓ) میں مصحف بصری نے الف دکھایا ہے، اور بروایت قراء کوفی و مدنی مصاحف کے لئے فاطر و حج (ہی) میں الف ہے، اس میں بالکل شبہ نہیں، (نتیجہ یہ ہے کہ حج میں تو تمام ہی مصاحف میں تمام ہی ناقلین سے الف ہے اور اس کے ماسوا میں بعض میں ہے اور بعض میں نہیں ہے۔)

اگلے شعر میں لُؤْلُؤًا بحالت رفع وجر الف زائد لکھنے کی وجہ بتا رہے ہیں۔

۱۲۸ وَزِيْدَ لِلْفَصْلِ اِذْ لِلْهَمْزِ صُوْرَتُهُ وَالْحَذْفُ فِيْ نُوْنِ تَاْمَنَّا وَفِيْ عُمَرَا

ت:۔ اور لُؤْلُؤٌ میں الف کی صورت، فصل (یا دراثمام کلمہ کو تبلانے) کے لئے یا ہمزہ (کی قوت) کے لئے زیادہ کی گئی ہے۔ (یعنی یہ الف فاصل ہے، جیسے تَالُوْا وغیرہ

صیغۂ جمع میں واؤ کے بعد ہوتا ہے، اور نصبی حالت میں بعوض تنوین ہوگا، نیز الف سے ہمزہ میں قوت آجاتی ہے، رسماً جس طرح تلفظاً ہمزہ میں قوت مد کے ذریعے آجاتی ہے۔) اور لاتامنّا (یوسف ع) کے نون میں حذف مضبوط حلقے والا ہے، (لام کلمے کا نون ادغام کے باعث رسماً بھی محذوف ہے)

ابتک کے بیان کردہ حصۂ فروش میں اکثر روایتیں نافع اور ابو عبید کی ہیں۔ جن مواقع میں علامہ شاطبیؒ نے نافع رہ کا نام نہیں ذکر کیا ہے۔ ان میں اکثر روایات نصیر کی ہیں مگر ان میں سے بعض میں دیگر حضرات بھی شریک ہیں اور چند مواقع ایسے ہیں جو ابو عبید کی روایت سے ہیں۔ فروش کے بیان کے بعد اب قواعدِ کلیہ اصول کے طور پر بیان فرما رہے ہیں۔

باب الحذف فی کلمات تحمل علیها اشباهها

یہ دوسرا باب ہے ان کلمات کے بیان میں جن میں حذف بطور قاعدۂ کلیہ کے ہے جن پر قیاس کرکے ان کے اشباہ اور نظائر (ہمشکل) میں حذف جاری ہوتا ہے

۱۲۹ دھاک فی کلمات حذف کلّھم واحمل علی الشکل کلّ الباب معتبرا

ت:- اور تم چند کلمات (کے الف) میں تمام اہل رسم کے حذف کو لے لو، اور (اس کے ہمشکل (کلمہ) پر پورے باب (اس جیسے تمام کلمات) کو قیاس کرکے محمول کرلو۔

اس باب کے تمام کلمات میں حذف الف اجماعی ہوگا، اور یہ ہمشکل کلمے کے ابتدائی حصے میں کافی ہوگی، آخری حصے میں کچھ فرق ہو تو مضائقہ نہیں، سب میں یہی حکم جاری ہوگا، جیسے اگلے شعر میں آنیوالے کلمات میں سے لٰکن ہے تو اب یہ حذف الف کا حکم لٰکنّا، لٰکنّکم، لٰکنّی وغیرہ سب میں ہوگا، اور جیسے اُولٰئک، اُولٰئکم، ذٰلک، ذٰلکما، ذٰلکم ذٰلکنّ کذا لک ہے۔ علامہؒ نے لفظ "کلّ الباب" سے انھیں دوسری شکلوں کی جانب اشارہ فرمایا ہے، لیجئے اب وہ کلمات آرہے ہیں:-

۱۳۰ لٰکن[۱] اُولٰئک[۲] والٰی[۳] ذٰلک[۴] ھٰا[۵] یٰا[۶] والسّلٰم[۷] مع الّٰتی[۸] فوق غدرا

۱۳۱ مسٰجد[۹] والٰه[۱۰] مع ملٰئکة[۱۱] واذکر تبٰرک[۱۲] والرّحمٰن[۱۳] مغتفرا

۱۳۲ ولاخلٰل[۱۴] مسٰکین[۱۵] الضّلٰل[۱۶] وحلٰل[۱۷] والکلٰلة[۱۸] والخلٰق[۱۹] لہ کررا

۱۳۳ سُلٰلَةٍ وَّعُلِّمَ۲۱ وَّ الظُّلَلُ۲۲ دَنَا   مَا بَيْنَ لَامَيْنِ هٰذَا الْحَذْفُ قَدْ عُمِلَا

ت:.. ان اشعار اربعہ کے نمبر وار بائیس۲۲ کلمات میں حذف الف بطور اصول اور قواعد کلیہ کے ہیں۔ فَرُدُّوْا غُدُرًا یعنی تم ان کلمات کو یاد کر کے علم کے تالابوں پر پہنچ جاؤ۔ طالبعلم کے حسب حال لفظ ذکر فرمایا ہے یعنی اپنی علمی تشنگی کو بجھاؤ۔

ھٰا سے ھاء تنبیہ مراد ہے جیسے هٰذَا، هٰذَانِ، هٰذِهٖ، هٰٓؤُلَآءِ، هٰٓاَنْتُمْ۔ یا سے مراد ندا کی یا ہے جیسے یٰعِبَادِ، یٰنُوْحُ وغیرہ،

اور تم ۱۲ و ۱۳ کو بھی بذریعہ حذف الف کو چھپاتے ہوئے یاد کر لو، ۱۵ سورہ مائدہ ع۱ میں دونوں وجوہ ہیں کما مرّ فی البقرۃ، وَلَا کَدَرًا اور یہ حذف بے غبار ہے، ان کلمات میں لام کے بعد کا حذف بربنائے تماثل ہے۔ دَنٰی مَا بَیْنَ الخ اور یہ حذف الف تمام بَیْنَ اللَّامَیْنِ الفات میں آباد کر دیا گیا ہے، یعنی ہر جگہ محذوف الالف ہے صرف انہیں کلمات ستہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جو شعر ۱۴۳ میں مذکور ہوئے۔ اگلے شعر میں الف تثنیہ کے حذف کا قاعدہ اور اس کی شرط کا ذکر ہے:-

۱۳۴ وَفِي الْمُثَنّٰى اِذَا مَا لَمْ يَكُنْ طَرَفًا   كَسٰحِرٰنِ اَضَلَّانَا فَطِبْ صَدَرًا

ت:- اور الف صیغہ تثنیہ میں بھی جبکہ وہ کلمہ کے کنارے نہ واقع ہو ہر جگہ محذوف الرسم ہوتا ہے جیسے سٰحِرٰنِ (قصص ع۵) اَضَلّٰنَا (فصلت ع۴) لہٰذا تم قلبی مسرت حاصل کرو۔ (آخر کلمہ میں الف ثابت الرسم ہوتا ہے جیسے اَنْ تَفْشَلَا (آل عمران ع۱۳) اور فَاسْتَقِیْمَا (یونس ع۹)۔

آئندہ شعر میں نون جمع متکلم کے حذف کا قاعدہ اور اس کی شرط کا ذکر ہے۔

۱۳۵ وَبَعْدَ نُوْنِ ضَمِيْرِ الْفَاعِلِيْنَ كَـ   ـاٰتَيْنَا وَزِدْنَا وَعَلَّمْنَا حُلًا خَضِرًا

ت:- اور فاعلون کے نون ضمیر کے بعد (جمع متکلم میں جبکہ آخر کلمہ میں نہ ہو الف محذوف ہوتا ہے) جیسے اٰتَیْنٰہُ وَزِدْنٰہُمْ وَعَلَّمْنٰہُ (کہف ع۲ ع۹) حُلًا خَضِرًا یعنی یہ حذف دراں حالیکہ شیریں و سرسبز ہے۔

۱۳۶ وَعٰلِمًا۲۳ وَّبَلٰغٌ۲۴ وَّالسَّلٰسِلُ۲۵ وَالشّٰـ   ـيْطٰنُ۲۶ اٰيْلٰفِ۲۷ سُلْطٰنٌ۲۸ لِمَنْ نَظَرَا

ت:- ان چھ کلمات کا حذف الف اہل نظر کے لئے ہے، (خواہ جس اعراب اور جس صورت سے آویں)

۱۳۷ وَاللّٰعِنُوْنَ۲۹ مَعَ اللّٰتَ۳۰ الْقِيٰمَةِ۳۱ اَصْـ   ـحٰبُ۳۲ خٰلٰئِفَ۳۳ اَنْهٰرٌ۳۴ صَفَتْ نُهُرَا

ت:- یہ چھوں کلمات بھی محذوف الالف ہیں، دراں حالیکہ صاف ہیں، دلوں کی طرح۔

۱۳۸ اُولٰى يٰتَمِى نَصٰرٰى فَاحْذِفُوْا وَنَحْوًا ۔ لِىْ كُلِّهَا وَلِغَيْرِ الْجِنِّ اَلَّٰنْ جَرٰى

ت :- تم ان تین کلمات کے پہلے الف کو حذف کردو، اور ماسوا سورۂ جن کے اور سورتوں میں اَلْئٰنَ بھی لام کے پہلے الف محذوف جاری ہوا ہے۔

۱۳۹ حَتّٰى يُلٰقُوا مُلٰقُوْهُ مُبٰرَكًا وَاحْ ۔ فَظْهُ مُلٰقِيْهِ بٰرَكْنَا وَكُنْ حَذِرًا

ت :- ان کلمات خمسہ کو بھی حذف الف سے محفوظ کرلو، وَكُنْ حَذِرًا یعنی لفظ بارک کو بٰرَكْنَا پر قیاس کرنے سے پرہیز کرو! اسمار اعداد کے الف کا قاعدہ :-

۱۴۰ وَكُلُّ ذِىْ عَدَدٍ نَحْوُ الثَّلٰثِ ثَلٰ ۔ ثَةِ ثَلٰثِيْنَ فَادْرِ اَلْكُلَّ مُعْتَبِرًا

ت :- ہر عددی اسم کا الف بھی ہر جگہ محذوف ہوتا ہے جیسے الثَّلٰث، ثَلٰثَةِ، ثَمٰنِى ثَمٰنِيْنَ وغیرہ، تم ان سب کو ان کے اشباہ پر قیاس کرکے معلوم کرلو،

۱۴۱ وَاحْفَظْ فِى الْاَنْفَالِ فِى الْمِيْعٰدِ مُتَّبِعًا ۔ تُرٰبًا رَعْدٍ وَّنَمْلٍ وَّالنَّبَا عَطِرًا

ت :- اور تم انفال میں الْمِيْعٰدِ اور رعد و نمل ونبا میں لفظ تُرٰبًا کو جو خوشبو دار ہے اتباع نقل میں حذف الف سے محفوظ کرلو۔

۱۴۲ وَاَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَيُّهَ السَّاحِرُ احْفَظْ كَالَّذِىْ سَحَرَا ۔ نَ اَيُّهَ الثَّقَلٰ

ت :- اور ان تینوں اَيُّهَ میں ھا کے بعد الف محذوف الرسم ہیں (ان کے علاوہ اَيُّهَا بالالف ہے) اور تم شبنم سحری ہوجاؤ، كِتٰبٌ اور اٰيٰتُنَا کے حذف الف کا قاعدہ :-

۱۴۳ كِتٰبٌ اِلَّا الَّذِىْ فِى الرَّعْدِ مَعْ اَجَلٍ ۔ وَالْحِجْرِ وَالْكَهْفِ فِىْ ثَانِيْهِمَا غَبَرَا

۱۴۴ وَالنَّمْلِ الْاُوْلٰى وَقُلْ اٰيٰتُنَا وَمَعًا ۔ يُوْنُسَ الْاَوَّلِيْنَ اسْتَثْنِ مُؤْتَمِرَا

ت :- كِتٰبٌ کا الف بھی محذوف ہے، سوا اس كِتٰبٌ کے جو سورۂ رعد (ع) میں اَجَلٍ کے ساتھ ہے اور ماسوائے حجر (ع) و کہف (ع) کے دوسرے میں ثابت ہے اور ماسوا نمل (ع) کے پہلے، اور اٰيٰتُنَا کو بھی محذوف الالف بیان کردو، اور سورۂ یونس (ع ع) میں دو جگہ میں سے پہلے دو موقعوں کو حذف سے مستثنیٰ کردو، دراں حالیکہ تم اس پر عمل کرنے والے ہو، (لفظ قرآن وَسٰحِرٌ کے حذف الف کا قاعدہ

۱۴۵ فِىْ يُوْسُفَ خُصَّ قُرْاٰنًا وَزُخْرُفِهِ ۔ اُوْلَاهُمَا وَبِاِثْبَاتِ الْعِرَاقِ يُرٰى

۱۴۶ وَسٰحِرٌ غَيْرُ اُخْرٰى الذّٰرِيٰتِ بَدَا ۔ وَالْكُلُّ ذُوْ الْاَلِفِ عَنْ نَافِعٍ سُطِرَا

ت :- اور سورۂ یوسف وزخرف میں لفظ قُرْءٰنًا کو جوان دونوں سورتوں کے اول اول میں ہیں حذف الف کے لئے حاضر کردو، اور یہ لفظ مصحف عراقی میں اثبات کے ساتھ دیکھا جاتا ہے (یعنی لفظ قرآن کا ہمزہ برہنا ئے بعد السکون ہر جگہ محذوف ہی ہے، ہمزہ کے

بعد کا الف صرف ان سورتوں کے اول اول والوں میں محذوف ہے ان کے علاوہ دیگر تمام مواقع میں ثابت ہیں، لیکن عراقی مصاحف میں ان دونوں مواقع میں بھی الف ثابت نظر آتا ہے علامہ دانی رح کے نزدیک ان مواقع میں بھی الف ثابت ہے۔ بلا خلاف اور یہ روایت اقوی ہے خلاف ضعیف ہے) اور سورہ ذاریات کے دوسرے سٰحِرٌ کے علاوہ ہر جگہ سٰحِرٌ بغیر الف کے ظاہر ہوا ہے، اور نافع کی روایت سے ہر سٰحِرٌ بالالف مرسوم و مسطور ہے (یعنی ذاریات کا سَاحِرٌ اجماعاً بالالف ہے اور باقی میں دو وجوہ ہیں)

اسمائے عجمیہ کے حذف الف کا قاعدہ :-

۱۴۷ وَالاَعْجَمِیُّ ذُوالاِسْتِعْمَالِ خُصَّ وَقُلْ ۔۔۔ طَالُوتُ جَالُوتَ بِالاِثْبَاتِ مُقْتَفِرًا

۱۴۸ یَاجُوجُ مَاجُوجُ فِی هَارُوتَ ثَبَّتْ مَعْ ۔۔۔ مَارُوتَ قَارُونَ مَعْ هَامٰنَ مُشْتَهِرَا

۱۴۹ دَاوُدُ مُثْبَتُ اِذْ دَاوُدَیْهِ حَذَفُوا ۔۔۔ وَالحَذْفُ قَلَّ بِاِسْرَاءِیْلَ مُخْتَبِرَا

ت :- اور اسماء عجمیہ کثیر الاستعمال تو مخصوص ہیں حذف الف سے جیسے اِبْرٰهِیمَ وغیرہ) اور تم (قلیل الاستعمال اسماء عجمیہ کو) طَالُوتَ جَالُوتَ جیسے الفاظ کو باثبات الف بیان کرو (نقل کی اتباع کرتے ہوئے (اسی طرح) دوسرے شعر کے یَاجُوجَ سے لیکر هَامٰنَ تک کے کلمات مشہورہ ثابت الالف ہیں۔ دَاوُدَ کا الف ثابت ہے مگر اسکا واو ثانی محذوف الرسم ہے (تماثل کی وجہ سے) اور کلمہ میں دو تغیر سے بچنے کے لئے الف کو ثابت رکھا ہے) اور اِسْرَاءِیْلَ میں الف کا حذف قلیل ہے دراں حالیکہ یہ تحقیق کیا ہوا ہے، (یہ اکثر مصاحف میں الف بعد را مرسوم ہے،، بعض میں محذوف ہے

جمع مذکر و مؤنث سالم کے حذف الف کا قاعدہ :-

۱۵۰ وَکُلُّ جَمْعٍ کَثِیرِ الدَّوْرِ کَالْکَلِمٰتِ ۔۔۔ اَلْبَیِّنٰتِ وَنَحْوُ الصّٰلِحِیْنَ ذُرَا

۱۵۱ سِوَا الْمُشَدَّدِ وَالْمَهْمُوزِ فَاخْتَلَفَا ۔۔۔ عِنْدَ الْعِرَاقِ وَفِی التَّانِیْثِ قَدْ کَثُرَا

ت :- اور کثیر الدور جمع مذکر و مؤنث سالم جیسے اَلْکَلِمٰتُ اور اَلْبَیِّنٰتُ اور جیسے اَلصّٰلِحِیْنَ ہر جگہ محذوف الالف ہیں، دراں حالیکہ بلندیوں والی ہیں۔ سوائے متشدد و مہموز والی جمع کے (کہ ان میں اجماعاً حذف نہیں ہے) پس یہ دونوں جمعیں عراقی میں مختلف ہیں، اور جمع مؤنث سالم میں الف کثیر الحذف ہے (بہ نسبت اثبات کے) متشدد و مہموز والی جمع کی مثالیں :- اَلضَّآلِّیْنَ، صَآفّٰتٍ، صٰفّٰتٍ، نَآئِمُوْنَ، اَلْقَآئِلِیْنَ تٰئِبٰتٍ، سٰئِحٰتٍ، ان میں مؤنث میں تو اکثر محذوف الالف ہیں بعض میں اثبات، مذکر میں اکثر میں ثابت بعض میں حذف،

دو الفوں والی جمع کا قاعدہ:-

۱۵۲ وَمَا بِهِ أَلِفَانِ عَنْهُمْ حُذِفَا كَالصّٰلِحٰتِ وَعَنْ جُلِّ الرُّسُومِ سَرَى

ت :- اور دو الفی (جمع مؤنث سالم) جس کی مثال اَلصّٰلِحٰتُ ہے (کا الزّٰجِرٰت
الصّٰفّٰت و الصّٰٓئِمٰت) تو دونوں الف محذوف الرسم ہوتے ہیں اور یہ حذف جلیل القدر
حضرات اہل رسم سے جاری ہوا ہے، (یعنی اکثر حضرات حذف پر متفق ہیں، بعض مصاحف
میں پہلا ثابت اور دوسرا محذوف ہے۔ اس شعر میں اس حذف کی عمومیت کو بتایا
ہے۔ یعنی یہ حذف عراقی ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اوروں میں بھی ہے۔)
ابتدائے کلمہ کے سوا دو یا تین الفات جمع ہونے کی صورت میں صرف ایک مرسوم
ہوتا ہے :-

۱۵۳ وَالْكُتْبُ تَرٰٓءَا وَجَآءَانَا تَبَوَّءَا مَلْجَأً مَّآءً مَعَ النُّظَرَا

۱۵۴ كَالرَّءَا وَمَعْ أُولَى النَّجْمِ ثَالِثُهُ بِالْيَاءِ مَعْ أَلِفٍ اَلسُّوٓأَى كَذَا سُطِرَا

ت :- اور تم تَرٰٓءَا (شعراء ع) اور جَآءَانَا (زخرف ع) اور اَنْ تَبَوَّءَا (یونس ع) اور مَلْجَأً
(توبہ ع) مَآءً (کو ہر جگہ) اور رَءَا (اسراء ع فصلت ع) اور رَءَا کو (ہر جگہ) مع ان کے نظائر و ہم شکلوں
کے بیک الف لکھو۔ (یعنی فا کلمہ کے سوا عین یا لام کلمہ میں دو یا تین الفات میں سے صرف
ایک الف لکھا جاتا ہے) وَمَعْ اُولَى النَّجْمِ .... اور رَءَا ی کا وہ تیسرا لفظ جو
سورۂ نجم (ع) کے پہلے رَءَا ی کے ساتھ ہے (یعنی نجم ع کا پہلا اور تیسرا) یا کے ساتھ
مرسوم ہیں جس کے ساتھ الف ہے۔ اور اَلسُّوٓأَى کی رسم بھی اسی طرح ہے (یعنی الف
اور یا سے) ..... اور فا کلمہ میں دو یا تین الف کے اجتماع میں بھی ایک ہی مرسوم ہوگا :-

۱۵۵ وَكُلُّ مَا زَادَ اُولَاهُ عَلٰى أَلِفٍ بِوَاحِدٍ فَاعْتَمِدْ مِنْ بَرْقِهِ الْمَطَرَا

۱۵۶ أَلِنْ آتِيَ ءَا مَنْتُمْ ءَا أَنْتَ وَزِدْ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ وَسَادِ مِنْ رُّوضِهَا خُضْرَا

ت :- اور جس لفظ کا ابتدائی (یعنی فا کلمہ) زاید از یک الف ہو تو وہ بھی ہر جگہ ایک ہی
الف سے مرسوم ہوگا، لہٰذا تم اس کی برق و بجلی سے بارش پر اعتماد کر لو، (یعنی جس طرح
برق و رعد سے بارش کا پتہ چلتا ہے اسی طرح سمجھ لو کہ یہ تمام ہی مثالوں میں جاری ہوگا۔
اس سے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ ہے) مثالیں ـــ ءَالْئٰنَ - اٰتِیَ ءَا مَنْتُمْ اور
ءَاَنْتَ وغیرہ ہیں۔ اور تم قُلْ اَتَّخَذْتُمْ کو بھی (انھیں مثالوں میں) زائد کر لو (اور
شامل کر لو) اور تم ان امثلہ کے ہرے بھرے باغ میں داخل ہو جاؤ۔ (یعنی اس قاعدے
کی یہ پانچ مثالیں ہیں جو شعر ۱۵۶ میں مذکور ہوئیں۔ ان میں سے ءَ اٰمَنْتُمْ میں تین اور

باقی میں دو الف ہیں۔ کتابت سب میں ایک ہی الف ہے۔)

۱۵۷ لَأَمْلَأَنَّ اشْمَأَزَّتْ وَامْتَلَأْتِ لَدَى جُلِّ الْعِرَاقِ اطْمَأَنُّوا لَمْ تَنَلْ صُوَرَا

لَأَمْلَأَنَّ (اعراف، الٓمٓ السجدہ ع ہود ع ص ع) اشْمَأَزَّتْ (زمر ع) امْتَلَأْتِ (قٓ ع) اور اطْمَأَنُّوا (یونس ع) ان چاروں کلمات نے اکثر مصاحف عراقی میں صورت ہمزہ کو نہیں حاصل کیا (یعنی بے صورت اور محذوف ہیں، ان کے علاوہ حجازی شامی اور بعض عراقی مصاحف میں بصورت الف ہے)

وہ پانچ قسمیں جن میں ہمزہ وصلی ہر جگہ محذوف ہوتا ہے:۔

۱۵۸ لَلدَّارُ، وَأْتُوا وَفَأْتُوا فَسْئَلُوا وَسَلُوا فِي شَكْلِهِنَّ وَبِسْمِ اللهِ نَلْ يُسُرَا

ت:۔ ال تعریفی کا ہمزہ جس سے قبل لام ابتدائیہ یا لام جارہ ہو جیسے) لَلدَّارُ اللَّذِي لِلّٰهِ وغیرہ اور وہ ہمزہ وصلی جو فاکلمہ پر داخل ہو اور اس سے پہلے واؤ یا فا ہو جیسے) وَأْتُوا فَأْتُوا اور فَأْتِ (اور وہ ہمزۂ وصلی جو سَأَلَ کے امر حاضر کے واحد یا جمع مذکر میں ہو اور اس سے پہلے باء جارہ ہو جیسے) وَاسْئَلُوا (اور وَسْئَلْهُمْ وغیرہ) اور اس لفظ اسم کا ہمزہ جو اللہ خفیف سے مضاف ہو اور اس سے پہلے یاء جارہ ہو (جیسے بِسْمِ اللهِ وتمام اس کی اشکال داخل ہیں اور وہ ہمزۂ وصلی جس سے پہلے ہمزۂ استفہام ہو اور اس کے بعد لام تعریف نہ ہو جیسے (أَسْتَكْبَرْتَ، أَفْتَرَىٰ وغیرہ مگر اسے یہاں اس لئے بیان نہیں کیا کہ ماقبل شعر ۱۵۵ میں شامل ہے)

صیغۂ واحد و جمع کے واؤ کے بعد الف زائد لکھنے کا قاعدہ اور شرط:۔

۱۵۹ وَرَبَوْا بَنَوْا أَلِفًا فِي يُونُسٍ وَلَدَى فِعْلِ الْجَمِيعِ وَوَاوِ الْفَرْدِ كَيْفَ جَرَى

ت:۔ اور تم سورۂ یونس (ع) کے بَنَوْا (اسرائیل) میں اور فعل کے صیغۂ جمع اور واحد کے واؤ میں خواہ یہ جس طرح بھی جاری ہوں (واؤ کے بعد) ایک الف کا اضافہ کرو۔ (جیسے آمَنُوا كَفَرُوا، كَذَّبُوا، مُلٰقُوا رَبِّهِمْ، مُرْسِلُوا النَّاقَةِ، مضارع کے صیغۂ مفرد میں جن کے آخر میں ضمیر بارز نہ ہو، جیسے يَرْجُوا، تَتْلُوا وغیرہ لیکن شرط یہ ہے کہ اس واؤ واحد اور جمع کے بعد نہ تو ضمیر ہو اور نہ نون اعرابی جیسے رَادُّوهُ، رَءَوْهُ، كَالُوهُمْ، أَوْ وَزَنُوهُمْ، جَعَلُوهُ وغیرہ کیونکہ یہ الف زائد کے رسم کی اصطلاح صحابہ کرام رض کی ہے علماء عربیت بھی اسپر عامل ہیں جبکہ ساتھ میں ضمیر نہ ہو۔)

سات کلمات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں وَهُوَ هٰذَا:۔

۱۶۰ جَاءُوْ، وَبَاءُوْ وَاحذِفُوْا فَاءُوْ وَسَعَوْ بِسَبَا
عَتَوْ عُتُوًّا وَقُلْ تَبَوَّءُوْ أُخَرَا

۱۶۱ أَنْ يَّعْفُوَ الْحَذْفُ فِيْهَا دُوْنَ سَائِرِهَا
يَعْفُوْا وَنَبْلُوْا مَعْ لَنْ نَّدْعُوَا النَّظَرَا

ت :۔ تم جَاءُوْ (ہر جگہ) اور بَاءُوْ (بقرہ ع، آل عمران ع) فَاءُوْ (بقرہ ع) سَعَوْ (سبا ع) اور عَتَوْ عُتُوًّا (فرقان ع) ان میں آخری الفات کو حذف کر دو۔ اور تم بیان کر دو کہ تَبَوَّءُوْ (الدّار حشر ع) بھی انھیں میں سے ہے۔ اور اَنْ یَّعْفُوَ (عَنْهُمْ نساء ع میں صرف اسی) میں حذف الف ہے، نہ کہ ان کے دیگر نظائر و اشکال میں جو لَنْ نَّدْعُوَا (کہف ع) اور وَیَعْفُوَا، وَنَبْلُوَا لِتَتْلُوَا وغیرہ ہیں بھی (یعنی ان میں الف محذوف الرسم نہیں ہے۔)

سَعَوْ کے ساتھ سبا اور عَتَوْ کے ساتھ عُتُوًّا کی قید احترازی ہے۔

بَابٌ مِّنَ الزِّيَادَةِ

۱۶۲ فِي الْكَهْفِ شِيْنُ لِشَايْءٍ بَعْدَهُ أَلِفٌ ۞ وَقَوْلُ فِي كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ مُعْتَبَرَا

ت :۔ لِشَايْءٍ کا شین جو کہف (ع) میں ہے اس کے بعد ایک الف زائد ہے اور زائد الف کا ہر شَيْءٍ میں قول غیر معتبر ہے۔

۱۶۳ وَزَادَ فِي مِائَتَيْنِ الْكُلُّ مَعْ مِائَةٍ ۞ وَفِي ابْنِ اِثْبَاتُهَا وَصْفًا وَقُلْ خَبَرَا

ت :۔ اور مِائَتَيْنِ اور مِائَةٍ میں تمام اہل رسم نے الف کا اضافہ کیا ہے، اور ابْنٌ میں اثبات الف (ہمزہ وصلی) ہے جو کہ اپنے ماقبل کی صفت ہو اور تم بیان کر دو کہ بحالت خبر بھی (اثبات ہمزہ وصل ہے) صفت ہو جیسے عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ، خبر جیسے عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ بلکہ ہر حال میں ثابت رہتا ہے)

۱۶۴ لَنَسْفَعًا لَيَكُوْنًا مَعْ إِذًا أَلِفٌ ۞ وَالنُّوْنُ فِي وَكَأَيِّنْ كُلِّهَا ذَكَرَا

ت :۔ لَنَسْفَعًا (علق) اور لَیَکُوْنًا (یوسف ع) اور اِذًا (ہر جگہ نون اصلی کے بجائے تنوین اور الف کا اثبات ہے، اور وَکَاَیِّنْ کے تمام کلمات میں (سات جگہ) بہ تنوین کے

بجائے نون ساکن) روشن ہوگیا ہے (یہاں خلاف قیاس بجائے تنوین نون لکھا ہوا ہے۔)

۱۶۵ وَلَیْکَۃَ الْاَلِفَانِ الْحَذْفُ نَالَهُمَا فِیْ صَادِ وَالشُّعَرَاءِ طَیِّبًا شَجَرَا

ت:۔ اور لَیْکَۃَ کے دونوں الفات کو حذف پہنچا ہے صٓ (ع) و شعراء (ع) میں دراں حالیکہ یہ عمدہ ہے مثل شجر کے ہے (قوی)

باب حذف الیاء وثبوتها

اس باب میں جس یاء کے حذف واثبات کا ذکر ہے، وہ متکلم کی بھی ہوتی ہے فعل کے لام کلمہ میں بھی اور اسم میں بھی ہوتی ہے۔

۱۶۶ وَاِذَا عَرَفْتَ الْیَاءَ فِیْ حَالِ الثُّبُوْتِ حَصَّلْتَ مَحْذُوْفَهَا نَفْهَمُهُ مُبْتَكِرَا

ت:۔ اور تم جب یاءات محذوفات کو حاصل کر لو گے تو اثباتی یاء کو پہچان لو گے، پس تم بہ عجلت انھیں یاد کر لو۔

۱۶۷ حَیْثُ فَارْهَبُوْنِ الْقُوْنِ تَكْفُرُوْنِ اَطِیْعُوْنِ اَسْمَعُوْنِ وَخَافُوْنِ اَمْدُّوْنَنِ طَرَا

۱۶۸ الذَّیْلَسِیْنَ وَالدَّاعِ دَعَانِ وَكَیْدُوْنِ سِوَی هُوْدٍ ثُمَّ دُوْنِیْ وَعِیْدِ عَسُرَا

ت:۔ ۱ تا ۲ بقرہ ع، نحل ع ۳ تا ۷ بقرہ ع و ع، نحل ع، مومنون ع، زمر ع۔ ۸ بقرہ ع، ۹ تا ۱۹ آل عمران ع، زخرف ع، نوح ع شعراء ع، ع میں دو دو، ع و ع میں ایک ایک۔ ۲۰ یٰس ع ۲۱ آل عمران ع ۲۲ تا ۲۴ انبیاء ع، و ع، عنکبوت ع سوائے یٰسین کے وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ کے (کہ اسمیں یاء ثابت ہے) اور ۲۵ تا ۲۷ بقرہ ع، قمر ع میں دو۔ ۲۸ بقرہ ع۔ ۲۹ تا ۳۰ اعراف ع مرسلٰت ع سوائے ہود کے (ع کے فَكِیْدُوْنِیْ کے) اور ۳۱ تا ۳۴ ہود ع، حجر ع اور ۳۲ تا ۳۵ ابراہیم ع، قٓ ع و ع یہ جس جگہ بھی واقع ہوا ہے ہر جگہ یہ حذف ان سب الفاظ کو پہنچا ہے۔

ان دو شعروں میں یاءات محذوفات میں سے ۳۵ کا بیان ہے۔

۱۶۹ وَلَا تَخْشَوْنِ وَلَا اَوْلٰی سَكَنُوْنِ یَكْذِبُوْنِ دُعَاءِیْ یَقْتُلُوْنِ مَرَا

ت:۔ اور ۳۶ تا ۳۷ مائدہ ع، ع نہ کہ وہ (بقرہ ع کا جو کہ قرآن میں) پہلی جگہ ہے اور ۳۸ مومنون ع اور ۳۹ و ۴۰ شعراء ع، قصص ع ۴۱ کا پہلا کلمہ (جو ابراہیم ع میں ہے) اور ۴۲ تا ۴۴ شعراء ع، قصص ع ان پانچوں کلمات کو اہل رسم نے نکالا ہے، ظاہر کر دیا ہے

۱۷۰ وَقَدْ هَدٰنِ وَنِیْ مِنْ بَعْدِیْ مَعْ نُذُرِیْ تَسْئَلْنِ یُعْ صُوْدٍ مَعْ یَاتِیْ بِهَا وَقَرَا

ت:۔ اور ۴۵ انعام ع (قَدْ کی قید سے انعام ع و زمر ع خارج ہوگیا) اور ۴۶ ملک ع مع وَنُذُرِ قمر

میں چھ جگہ اور ۵۲ ہود ع (کہف ع خارج ہے) مع یَاْتِ ۵۳ ہود ع ان پانچوں میں حذف یا باوقار ہوگیا ہے۔

۱۷۱ وَتَشْهَدُوْنِ اِنْ جَحْوْنِ اِنْ یُرْدِنِ نَكِيْرِ سوی یُنْقِذُوْنِ مَاٰبِ مَعْ مَتَابِ وَرَای

ت:- اور ۵۴ نمل ع ۵۵ مؤمنون ع ۵۶ یٰسٓ ع ۵۷ تا ۶۰ حج ع سبا ع فاطر ملک ع ۶۱ یٰسٓ ع ۶۲ رعد ع مع ۶۳ رعد ع ان ساتوں میں اہل رسم نے حذف یار کو پھیلایا ہے۔

۱۷۲ عِقَابِ تُرْدِیْنِ نُوْرُ وَتَقِ بِسْعَلِیْنِ وَالْبَادِ اِنْ تَرَنِ وَكَالْجَوَابِ جَرَی

ت:- ۶۴ تا ۶۶ رعد ع ص ع مؤمن ع ۶۷ صٰفّٰت ع ۶۸ یوسف ع ۶۹ کہف ع ۷۰ حج ع ۷۱ کہف ع ۷۲ سبا ع ان میں سے ہر ایک ناقص الحروف ہوگیا ہے جَرَی بمعنی نقص۔

۱۷۳ فِی الْكَهْفِ یَهْدِیْنِ نَبْغِ وَتُؤْتُوْنِ بِهَا اَخَّرْتَنِ الْمُهْتَدِ فَلَا تَسْأَلْنِ فِیْهِمَا اَزْهَرَا

ت ۷۳ و ۷۴ جو کہف میں (ع و ع) ہے اور کہف سے اوپر سورۂ اسراء (ع) میں ۷۵ ہے اور تم کہدو کہ ۷۶ و ۷۷ ان دونوں سورتوں میں (اسراء ع، کہف، ع) ہے یہ سب حذف یا کے ساتھ روشن ہوگیا ہے (سورتوں کی قید احترازی ہے دیگر سورتوں کے یہ الفاظ خارج ہوگئے)

۱۷۴ یَهْدِیَنِ یَسْقِیْنِ یَشْفِیْنِ وَیُحْیِیْنِ یُؤْتِیَنِ یَسْتَعْجِلُوْنِ عِقَابِ اُدْخِرَا

ت:- ۷۸ تا ۸۰ شعراء ع اور ۸۱ کہف ع اور ۸۲ و ۸۳، ۸۴ خواہ بصیغۂ غائب ہو ذٰریٰت ع خواہ حاضر (انبیاء ع) یہ کلمات بھی محذوف الیاء ہیں۔

۱۷۵ تُفَنِّدُوْنِ وَنُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَهَا دِ الْحَجِّ وَالرُّوْمِ وَادِ الْوَادِ طِبْ نَشْرَا

ت:- اور ۸۵ یوسف ع، ۸۶ یونس ع (دونوں اور جیم کی تشدید سے انبیاء ع خارج ہوگیا کیونکہ اس طرح وہ کسی کی قراءت نہیں ہے اور ثابت الیاء ہے) ۸۷ و ۸۸ حج ع روم ع (نمل ع خارج ہے) اور ۸۹ نمل ع اور ۹۰ تا ۹۳ طٰہٰ و نازعات ع قصص ع الفجر، یہ سب از روئے مٹی عمدہ ہوگئے ہیں (وَادِ الْوَادِ کی مناسبت سے طِبْ نَشْرَا کیا خوب ہے وَادِی یعنی جنگل ان کی مٹی بابرکت ہے کہ بعض میں اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی کا ظہور ہوا اور بعض میں حضرات انبیاء تشریف لائے۔)

۱۷۶ اَشْرَكْتُمُوْنِ الْجَوَارِ كَنْ تَكُوْنِ خَافَ سِلُوْنِ صَالِ فَمَا تُغْنِ یُلْقِ الْقَمَرَا

ت:- ۹۴ ابراهیم ع ۹۵ تا ۹۷ شوریٰ ع، رحمٰن ع تکویر ۹۸ تا ۱۰۰ مومنون ع و ع، شعراء ع ۱۰۱ یوسف ع ۱۰۲ صٰفّٰت ع اور ۱۰۳ قمر ع جو قمر سے متصل ہے۔ یعنی پہلے ہی رکوع میں ہے یہ کلمات بھی محذوف الیاء ہیں۔

۱۷۷ اَهَانَنِ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ اَكْرَمَنِ اَنْ یَحْضُرُوْنِ وَیَقْضِ الْحَقَّ اِذْ سُبِرَا

ت:- ۱۰۴ و ۱۰۶ الفجر میں اور ۱۰۵ نساء ع ۱۰۷ مومنون ع ۱۰۸ انعام ع یہ کلمات بھی محذوف الیاء ہیں کیونکہ یہ تحقیق کردہ ہے آزمایا ہوا ہے۔

۱۷۸ بَشِّرْ عِبَادِ الْمُنَادِ تَفْضَحُوْنِ وَتَرْجُمُوْنِ تَتَّبِعَنِ فَاعْتَزِلُوْنِ سَرَی

ت:۔ ع۱۰۹ نجم ع۱۱ و ع۱۱۰ ق ع، ع۱۱۲ حجر ع۳ ع۱۱۳ اور ع۱۱۵ دخان ع اور ع۱۱۴ طٰہٰ ع اس حذف نے ان سب کلمات سے گذر کر مابعد میں بھی سرایت کیا ہے۔

ع۱۷۹ دِینِ تُمِدُّونَنِ یُکَذِّبُونِ دَیَقْتُلُونِ دَا لْمُتَعَالِ فَاعْلَمْ مُخْتَصِرَا

ت:۔ ع۱۱۶ دکافرون نہ کر یونس ع زمر ع خارج ہیں کیونکہ یہ ثابت الیاء ہیں) ع۱۱۷ نمل ع ع۱۱۸ اور ع۱۱۹ ذاریات ع اور ع۱۲۰ یہ پانچوں بھی محذوف الیاء ہیں لہٰذا تم (یاد کرکے) مراتب علیاء کے مالک ہوجاؤ دراں حالیکہ تم زیارت کرنے والے یا زیارت کئے جانے والے ہوجاؤ

ع۱۸۰ کَخُصَّ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ مَنِ اتَّبَعَنْ وَخُصَّ فَاتَّبِعُوْنِیْ غَیْرَهَا سُوَرَا

ت:۔ اور تم آل عمران ع کے ع۱۲۱ میں حذف یاء کو خاص کردو (یوسف ع میں اجماعاً یاء ہے) اور تم سورتوں میں بغیر آل عمران کے اتَّبِعُوْنِیْ کو (جو دوجگہ غافر ع وزخرف ع میں ہے) حذف یاء کے لئے خاص کردو۔ (اور آل عمران ع وطٰہٰ ع میں فا سے ہے جو اجماعاً ثابت الیاء ہیں)

ع۱۸۱ بَشِّرْ عِبَادِ التَّلَاقِ دَا التَّنَادِ وَکَفَرَ سَرَکُوْنِ مَعْ تُنْظِرُوْنِ غُصْنُهَا نَضِرَا

ت:۔ ع۱۲۴ زمر ع، ع۱۲۵ و ع۱۲۶ غافر ع، ع، ع۱۲۷ یوسف ع اور ع۱۲۸ تا ع۱۳۰ اعراف ع، یونس ع اور ہود ع میں یاءات محذوف الرسم ہیں۔ اس کی شاخ ولا تُنْظِرُوْنِ کی) خوبصورت اور بارونق ہوگئی ہے۔

ع۱۸۲ فِی النَّمْلِ اٰتٰنِ فِیْ صَادِ عِنْدَ اٰبٍ وَمَا لِاَجْلِ تَنْوِیْنِهٖ کَهَادٍ مُخْتَصِرَا

ت:۔ ع۱۳۱ نمل ع میں ہے اور ع۱۳۲ جو سورہ صٓ ع میں ہے (یہ دونوں بھی انہی الفاظ میں سے ہیں جن کے آخر سے یاء متکلم محذوف الرسم ہے) اور جو اپنی تنوین کے سبب (بذریعہ حذف یا) مختصر کئے گئے ہیں جیسے هَادٍ (اور وَاقٍ) ہے (ایسے منون اسماء تیئس ہیں جو سینتالیس جگہوں میں آئے ہیں۔ ع۱ بَاغٍ، ع۲ عَادٍ (بقرہ ع انعام ع نحل ع۔ ع۳ مُوْصٍ بقرہ ع ع۴ مُتَرَاضٍ بقرہ ع، نساء ع ع۵ حَامٍ مائدہ ع ع۶ کَاذِبٍ انعام ع، عنکبوت ع۔ ع۷ غَوَاشٍ ع۸ اَیْدٍ اعراف ع رع ع۹ هَادٍ توبہ ع ع۱۰ لَعَالٍ یونس ع ع۱۱ فَاجٍ یوسف ع ع۱۲ هَادٍ پانچ جگہ رعد ع و ع زمر ع د ع غافر ع ع۱۳ وَاقٍ تین جگہ رعد ع دو، غافر ع ع۱۴ مُسْتَخْفٍ ع۱۵ دَالٍ رعد ع ع۱۶ دَادٍ ابراہیم ع وشعراء ع ع۱۷ بَاقٍ ع۱۸ مُفْتَرٍ نحل ع، ع ع۱۹ لَیَالٍ تین جگہ مریم وحاقہ ع والفجر۔ ع۲۰ قَاضٍ طٰہٰ ع ع۲۱ زَانٍ نور ع ع۲۲ جَازٍ لقمٰن ع ع۲۳ بِکَافٍ زمر ع ع۲۴ مُغْنٍ تین جگہ ق ع، ن ع وتطفیف ع۲۵ فَانٍ، ع۲۶ اٰنٍ ع۲۷ دَانٍ رحمٰن ع، ع ع۲۸ مُهْتَدٍ حدید ع ع۲۹ مُلٰقٍ حاقہ ع ع۳۰ رَاقٍ قیامہ ع۔

ع۱۸۳ وَفِی الْمُنَادٰی سِوٰی تَنْزِیْلِ اٰخِرِهَا وَالْعَنْکَبُوْتِ وَخُلْفُ الزُّخْرُفِ اَنْتَقَرَا

ت:۔ اور منادٰی میں (آخر سے یاء متکلم ہرجگہ محذوف ہوتی ہے جیسے یٰقَوْمِ یٰرَبِّ وغیرہ) سوا آخر تنزیل کے (یٰعِبَادِیَ ع) اور عنکبوت (ع) اور زخرف (ع) کا خلف خاص ہوگیا ہے

(مدنی وشامی میں یا ہے اور عراقی میں نہیں ہے۔

ع۱۸۴ اَلْقِیهِمْ وَاحْذِفُوْا اِحْدَىٰ اهُمَا كَوَزْنِ يَاْخَاطِئِيْنَ وَالْاُمِّيِّيْنَ مُقْتَفِرَا

ت:۔ (اور) اِلْفِهِمْ (قریش جو ھم کے ساتھ ہے نہ کہ اول، اجماعاً محذوف الیاء ہے اور تم (کلمہ میں دو یا کے اجتماع کی صورت میں) دونوں میں کی ایک کو حذف کر دو مثالیں وَ رِءْ يًا (مریم ع) اور خٰطِئِيْنَ ہے (دو یائیں تھیں پہلی بصورت ہمزہ دوسری بصورت یا لیکن دونوں کی اجماعاً ایک ہی یا سے رسم ہے، اسی طرح) تم وَالْاُمِّيِّيْنَ (میں بھی ایک یا کو حذف کر دو) دراں حالیکہ تم اس سلسلے میں متبع نقل ہو

ع۱۸۵ مَنْ حَيَّ يُحْيِيْ وَيَسْتَحْيِيْ كَذَاكَ سِوَىٰ هَيِّئْ يُهَيِّئْ وَعِلِّيِّيْنَ مُقْتَصِرَا

ع۱۸۶ وَذِي الضَّمِيْرِ كَيُحْيِيْكُمْ وَسَيِّئَةٍ فِي الْفَرْدِ مَعْ سَيِّئًا وَالسَّيِّئُ اقْتَصَرَا

ت:۔ (اور) حَيِيَ بقراءت اظہار) مَنْ حَيَّ (انفال ع) يُحْيِيْ (جس صیغے سے بھی آئے) اور يَسْتَحْيِيْ (بھی جس طرح آئے) اسی طرح ہیں (یہ تینوں کلمات بھی بیک یا مرسوم ہیں۔ سوائے هَيِّئْ اور يُهَيِّئْ (کہف ع، ع) اور عِلِّيِّيْنَ (تطفیف) کے (کہ یہ تینوں یاء واحدہ کی رسم سے مستثنیٰ ہیں۔) دراں حالیکہ ہر ایک روک دیا گیا ہے (ایک یا کی رسم سے) اسی طرح ایک یاء کے قاعدے سے روکا گیا لفظ ضمیر والا بھی ہے جیسے يُحْيِيْكُمْ (يُحْيِيْنَ، فَحَيِيْنَا، اَحْيَيْنٰهَا اور حُيِّيْتُمْ) اور ماسوا اس لفظ سَيِّئَةٌ کے جو واحد میں ہو نیز سَيِّئًا اور السَّيِّئُ بھی ان تینوں میں سے ہر ایک ایک یاء کے قاعدے سے روک دیا گیا ہے۔ (البتہ السَّيِّئَات جمع کا لفظ ایک ہی یا سے مرسوم ہوگا)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا الفاظ سبعہ اوپر کے قاعدے سے مستثنیٰ ہیں اور دو یاؤں سے مرسوم ہیں

ع۱۸۷ هَيِّئْ يُهَيِّئْ مَعَ السَّيِّئْ بِهَا اَلِفٌ مَعْ يَائِهَا رَسَمَ الْغَازِيْ وَقَدْ نُكِرَا

ت:۔ هَيِّئْ يُهَيِّئْ اور السَّيِّئْ الف مع یاء ہے غازی ابن قیس نے (اپنی کتاب ھجاء السنۃ میں اسی طرح) لکھا ہے مگر ان کی رسم اجنبی سمجھی گئی ہے (بجائے دو یا کے ایک یا اور الف سے رسم کو خلاف اجماع ہونے کے باعث رد کیا ہے مگر انسب یہ ہے کہ روایتاً تو ان کلمات کی دونوں طرح رسم صحیح ہے لیکن اکثری عمل دو یاؤں سے ہی لکھنے پر ہے)

ع۱۸۸ بِاَيِّكُمْ وَبِاَيَاتِ الْعِرَاقُ بِهَا يَاءَانِ عَنْ بَعْضِهِمْ وَلَيْسَ مُشْتَهِرَا

ت:۔ بِاَيِّكُمْ اور بِاٰيٰتِ میں عراقی مصحف میں (الف اور تا کے مابین) بعض ناقلین سے دو یائیں ہیں مگر یہ قول غیر مشہور ہے۔ (مگر علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ غیر مشہور اس لئے فرمایا کہ ان کی نظر سے ایسے ہی مصاحف گذرے ہوں گے، ورنہ بہت سے عراقی اور شامی مصاحف میں مجھے دو ہی یائیں ملی ہیں۔

ع۱۸۹ وَالْمُنْشَئٰتُ بِهَا بِالْيَا بِلَا اَلِفٍ وَفِي الْهِجَاءِ عَنِ الْغَازِيْ كَذَاكَ يُرِيْ

ت :- اور لَمُنْشَئٰتُ (رحمٰن ع)، ان (عراقی مصاحف) میں (بعد شین) یا سے بغیر الف کے ہے (وہ یا بصورت ہمزہ ہے) یہ لفظ غازی کی (کتاب) ھِجَاءُ السُّنَّۃ میں بھی اسی طرح دیکھا جاتا ہے، (علامہ وانی رح فرماتے ہیں کہ بکسر الشین والی قرارت کے رو سے یہ یا ہے ورنہ شین کے فتحہ والی قرارت پر ہمزہ کا بشکل یا ہونا خلاف قیاس ہے)

بابُ مازیدَ فیہ الیاءُ

جن الفاظ میں ایک یار کی زیادتی کی گئی ہے اس کا بیان، یہ باب ماسبق کے بیان کی ضد ہے پہلے ذکر حذف کا تھا اس میں زیادت کا ہے۔

۱۹۰ اَوْمِن وَّرَآئِ حِجَابٍ زِیدَ یَاءٌ وَفِی — تِلْقَآئِ نَفْسِی وَمِنْ اٰنَآئِ لَا عُسْرَا
۱۹۱ وَفِی وَّاِیتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی بِاَیْیدٍ اَنْ — مَّاتَ مَعْ اِنْ مِّتَّ طِبْ عُمُرًا

ت :- اور اَوْمِن وَّرَآئِ حِجَابٍ (شوریٰ ع۵) میں یار زیادہ کی گئی ہے (اسی طرح یونس ع میں) تِلْقَآئِ نَفْسِی اور (طٰہٰ ع میں) وَمِنْ اٰنَآئِ اور اِیتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی (نحل ع۱۳) میں بھی (الف کے بعد یا زیادہ کی گئی ہے ان کے محل اور مواقع معلوم کرنے ہیں) کوئی تنگی نہیں ہے (اسی طرح) بِاَیْیکُمُ (ن ع) اور بِاَیْیدٍ (ذاریات ع اور) اَفَاِئْن مَّاتَ (آل عمران ع۱۵ اور) اَفَاِئْن مِّتَّ (انبیار ع۳) میں بھی ہے۔ خدا کرے تم عمر کے اعتبار سے خوش وخرم رہو خوشگوار زندگی گذارو "طِبْ عُمُرًا"، کا جملہ دعائیہ ما قبل میں اِنْ مِّتَّ جو صیغۂ خطاب کا لفظ ہے اس اعتبار سے کتنا بہترین ادبی لفظ ہے سُبْحَانَ اللہ۔

۱۹۲ مِنْ نَّبَاِیْ اَلَمْ یَسْتَلِیْنَ ثُمَّ فِی مَلَاَیْ — اِذَا اُضِیفَ اِلَیٰ اِضْمَارِ مَنْ سَتَرَا

ت :- مِنْ نَّبَاِیْ اَلْمُرْسَلِیْنَ (میں بھی یا زائد ہے) اور مَلَاِئہٖ (اور مَلَاۡئِہِمْ) میں بھی جبکہ یہ ضمیر غائب (واحد وجمع) مستتر کی جانب مضاف ہو (ہمزہ مجرور ہو اور مضاف ہو ضمیر غائب مستتر کی جانب)

۱۹۳ لِقَائِیْ فِی الرُّوْمِ لِلْغَازِیْ وَکُلُّہُمْ — بِالْیَا بِلَا اَلِفٍ فِی اللَّآئِ قَبْلُ سَتَرَا

ت :- اور بِلِقَائِیْ (اور وَلِقَائِی) روم ع۲ میں غازی ابن قیس کے لئے (یا بعد الالف زائد ہے) اور تمام مصاحف اللّٰٓئِ میں یار کیساتھ دیکھے جاتے ہیں، جو الف کے بغیر ہے جو (دا) الف تلفظ میں یا سے) پہلے ہے۔

یعنی یہ لفظ اِلٰی جارہ کی طرح تین حرفوں سے مرسوم ہوتا ہے، اس میں سے تین حروف محذوف ہیں ما اَلَّ کا پہلا لام (اس کو اگلے باب حذف احدی اللامین میں بیان کریں گے)

ع۲ لام کے بعد کا الف جسے گذشتہ شعر ۱۹۳ میں بیان کر چکے ہیں ع۳ الف کے بعد کا ہمزہ مجردہ یہ بربنائے تماثل محذوف ہے کیونکہ یہ متوسط ہونے کے بعد بصورت یا ہوتا، ایک یا پہلے سے ہے، دو یائیں جمع ہو جائیں، یہاں یہ بتایا ہے کہ لام اور الف کیطرح ہمزہ بھی محذوف ہے۔

باب حذف الواو وزیادتھا

۱۹۴ وَ دَاوُیَدْعُ وَ لَدَی سُبْحٰنَ وَ اقْتَرَبَتْ یَمْحُ بِحَامِیمَ مَدْعُوّ فِی اقْرَاْ اُخْتُصِرَا

ت:- اور سورۂ سُبْحٰنَ (اسراء ع) اور سورۂ اقْتَرَبَتْ (قمر ع) میں وَیَدْعُ (الْاِنْسَانُ) اور یَدْعُ الدَّاعِ اور حامیم (شوریٰ ع) میں یَمْحُ (اللّٰہ) اور اِقْرَاْ (علق میں) سَنَدْعُ کے واو (بذریعہ حذف) مختصر کر دیے گئے ہیں۔ (حامیم کی قید احترازی ہے۔ (رعد ع وغیرہ خارج ہو گئے)

۱۹۵ وَھُمْ نَسُوا اللّٰہَ قُلْ وَ الْوَاوَ زِیْدَ اُولُوْا اُولِی اُولَاتِ وَفِی اُولٰئِکَ انْتَشَرَا

ت:- اور تم کہو کہ نَسُوا اللّٰہَ (توبہ و حشر ع) میں (واو کے حذف کی روایت) وہم ہے (حذف کا قول بے اصل ہے) اور اُولُوْا سے اُولٰئِکَ تک پانچوں میں زیادتی واو کا قول مشہور ہو گیا ہے۔ (زیادتی اُولٰئِکَ میں اس لئے تاکہ اِلیٰ اور اُولٰئِکَ میں فرق ہو جائے۔ اور اُولَاتِ میں یکسانی باب کیلئے)

۱۹۶ وَ اخْتُلِفْ فِی سَاُورِیْکُمْ وَ قُلْ وَ کَذَا لَدَی وَ صَلِّبَنَّکُمْ طٰہٰ مَعَ الشُّعَرَا

ت:- اور سَاُورِیْکُمْ (اعراف ع انبیاء ع) میں خلاف کم ہو گیا ہے (اکثر مصاحف میں الف کے بعد واو ہے اور بعض میں محذوف ہے) اور یہی حکم طٰہٰ اور شعراء (ع) کے لَاُصَلِّبَنَّکُمْ میں بھی ہے۔ (کئی واو جمع ہونے کی صورت میں بھی ایک ہی واو مرسوم ہو گا جس کے لئے اگلا شعر ہے)

۱۹۷ وَ حَذْفُ اِحْدٰھُمَا فِیْھَا یُسَرُّ دَ بِہٖ بِنَاءٌ اَوْ صُوْرَۃٌ اَوِ الْجَمْعُ عَمَّ سَرِیْ

ت:- اور جن مواقع میں اس (واو) سے بناء کلمہ یا (ہمزہ) کی صورت یا جمع مراد ہو ان (مواقع) میں دو واو دوں) میں سے ایک کا حذف جاری وساری ہوا ہے، (یا جاری ہونے کے اعتبار سے عام ہو گیا ہے) بناء کلمہ کے لئے واو جیسے دَاوُدَ، وُرِیَ، ہمزہ کی صورت جیسے تُؤْوِیْہِ، مَسْئُوْلًا، الْمَوْءُدَۃُ۔ علامت جمع ہو جیسے لِیَسُوْءُوا۔ تَبَوَّءُوا (حشر ع) کے سوا کوئی جمع ایسی نہیں، جس میں دو واو ایک ساتھ مرسوم ہوں۔

۱۹۸ - دَاوُدَ تُؤْوِیْہِ مَسْئُوْلًا وَ وُرِیَ قُلْ وَفِی یَسُوْءُوا وَ فِی الْمَوْءُدَۃُ ابْتُدِرَا

ت:- تم مثالیں بیان کر دو دَاوُدَ، تُؤْوِیْہِ، مَسْئُوْلًا اور وُرِیَ لِیَسُوْءُوا (اسراء ع) اور اَلْمَوْءُدَۃُ کو قسمیں، یہ حذف واو بعجلت داخل کیا گیا ہے۔

۱۹۹ اِنِ امْرُؤٌا وَالرِّبٰوا بِالْوَاوِ مَعْ اَلِفٍ   وَلَيْسَ خُلْفٌ رِبًا فِي الرُّوْمِ مُحْتَقَرَا

ت :۔ اِنِ امْرُؤٌا (نساء ع ۲۴) اور اَلرِّبٰوا واو مع الف کے ہے اور روم (ع ۴) میں مِنْ رِبًا کا خلاف محتقر اور (حقیر) اور غیر معتبر نہیں ہے۔ (بعض مصاحف میں صرف الف ہے اور بعض میں واو اور الف دونوں ہیں، واو دلالت علی الاصل کیلئے ہے اور الف فاصل ہے۔)

بَابُ حُرُوْفٍ مِّنَ الْهَمْزِ وَقَعَتْ فِي الرَّسْمِ عَلٰى غَيْرِ قِيَاسٍ

اس باب میں ان ہمزوں کا بیان ہے جو معروف طریق اور اصول کے خلاف دوسری شکلوں سے مرسوم ہیں

۲۰۰ وَالْهَمْزُ الْاَوَّلُ فِي الْمَرْسُوْمِ قُلْ اَلِفٌ   سِوَى الَّذِيْ بِمُرَادِ الْوَصْلِ قَدْ سُطِرَا

ت :۔ اور تم بیان کر دو کہ ابتدا کلمہ کا ہمزہ رسماً بصورت الف ہوتا ہے۔ سوا اس کے کہ ماقبل سے متصل کر دینے کی نیت سے مرسوم ہو،

۲۰۱ نَحْوُ لِئَلَّا بِوَاوٍ يَا بْنَؤُمَّ بِهِ   وَيَا بْنَؤُمَّ فَصِلْهُ كُلَّهُ سُطِرَا

ت :۔ پس ھٰؤُلَاءِ اور یَابْنَؤُمَّ (طٰہٰ ع ۵) بشکل واو ہے اور یَابْنَؤُمَّ کے پورے مجموعے کو متصل کر دو، یہ (مصحف امام اور شامی میں) اسی طرح مرسوم ہے۔ (یا ندا تو ابن سے موصول ہے اور چھ حرفی ہے نہ کہ سات حرفی، مگر لانے سے یہ وضاحت کرنی ہے کہ یہاں مراد طٰہٰ کی جو یا، ندا والا ہے)

آگے ایسے پندرہ ۱۵ کلمات کے ہمزوں کا بیان ہے جن میں ابتدا، کلمہ کے ہمزہ کو بجائے الف کے یا کی صورت میں لکھا ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے حکماً متوسط ہو گئے ہیں۔

۲۰۲ اَئِنَّكُمْ يَاءٌ ثَانِي الْعَنْكَبُوْتِ وَفِي الْـ   اَنْعَامِ مَعْ فُصِّلَتْ وَالنَّمْلِ قَدْ زُهِرَا

ت :۔ ع۱ ع کا دوسرا اَئِنَّكُمْ (اس کا دوسرا ہمزہ) بصورت یا ہے اسی طرح ع۲ و ع۳ ع ع۴ ع میں بھی بجائے الف کے یا روشن ہو گئی ہے۔

۲۰۳ وَخُصَّ فِي اَئِذَا مِتْنَا اِذَا وَقَعَتْ   وَقُلْ اَئِنَّ لَنَا يُخَصُّ فِي الشُّعَرَا

ت :۔ اَئِذَا مِتْنَا جو سورہ (ع) میں ہے ہمزہ بجائے الف کے بصورت یا خاص کی گئی ہے (باقی مواقع میں بصورت الف مرسوم ہے) اور تم کہہ دو کہ اَئِنَّ لَنَا سورہ ع ۶ میں (بصورت یا) خاص کیا جاتا ہے۔

۲۰۴ وَنُوْنُ صَادٍ اَئِنَّا تَانِيًا وَسَمُوْا   وَزِدْ اِلَيْهِ الَّذِيْ فِي النَّمْلِ مُذَّكَرَا

ت :۔ اور سورہ ۲۳ کے اوپر (صٰفّٰت ع) کے دوسرے اَئِنَّا میں بھی اہل رسم نے بصورت یا

لکھا ہے (یہ موقع آئِنَّا لَتَارِكُوْا ہے، لہٰذا اس کے ماسوا میں قیاس کے مطابق بشکلِ الف ہے)
اور ہم اسی کیطرف رعٌ (نمل عٌ) والے کو بھی بڑھا دو (اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ بصورتِ یا) درانحالیکہ
تم یا ذکر پہنے والے ہو (کہ یہ شعر ۱۰۰ میں بیان ہو چکا ہے۔)

عـ۲۰۵ اَئِمَّةَ وَالْأَنْ ذُكِّرْتُمْ وَأَئِمَّةً ــــ كَأَيًّا لِعِرَاقٍ وَلَا نَصٌّ يُحْجَرُ ا
ت:۔ عـ۹ (پ پانچ جگہ) اور عـ۲ (یٰسین عٌ) اور عـ۱۱ (صٰفّٰت عٌ) مصاحفِ عراقی میں بصورت یا ہیں
اور اس کے خلاف مصاحف عثمانی ہر کوئی ایسی نص نہیں ہے جو (یا) کی صورت میں لکھنے سے)
روکدے (یعنی عراقی مصاحف میں بصورت یا لکھنا کسی سند ہی کی بنا پر ہے۔ دو الف کے اجتماع
کی صورت میں رسمًا ایک الف محذوف ہوتا ہے جیسے ءَ اَللّٰهُ اَئِنَّكَ وغیرہ)

عـ۲۰۶ وَيَوْمَئِذٍ وَلِئَلَّا حِينَئِذٍ وَكَـئِنْ ــــ وَلَامُ لِئَلَّا لِأَهَبَ بِدْءُ الْإِمَامِ سَرَى
ت:۔ اور عـ۱۲ سے عـ۱۵ (حکمًا متوسط ہو کر بصورت یا ہے) اور لِأَهَبَ (مریم عٌ) کے لام
الف میں مصحفِ امام کا چاند (دوسرے مصاحف تک بھی) سرایت کر گیا ہے، (یعنی سب
مصاحف میں لام الف ہی سے مرسوم ہے)

آگے ہمزۂ متوسط و متطرفہ کی خلاف قیاس رسم کا بیان ہے:۔

عـ۲۰۷ وَفِي أَؤُنَبِّئُكُمْ وَاؤُ يُحْذَفُ فِي الْــ ــــ ـرُءْيَا وَرِءْيًا كُلُّ نِالصُّوَرِ ا
ت:۔ اور (آل عمران عٌ) اَؤُنَبِّئُكُمْ میں ہمزۂ ثانیہ بصورتِ واؤ ہے اور اَلرُّءْيَا اور رُءْيَا
(الف لام سے ہو یا اس کے بغیر) اور رِءْيًا (مریم عٌ) ان سب میں ہمزہ صورتًا محذوف ہے۔

عـ۲۰۸ وَالنَّشْأَةَ الْأَلِفُ الْمَرْسُومُ هَمْزَتُهَا ــــ أَوْمَدَّةٌ وَبِيَاءٍ مَوْئِلًا سُنِّدَ ا
ت:۔ اور النَّشْأَةَ (عنکبوت، واقعہ عٌ، نجم عٌ) میں جو الف مرسوم ہے وہ اس (کلمہ) کا ہمزہ ہے یا
(النَّشَاءَةَ والی قراءۃ پر) الف مدّہ ہے (یعنی الف بعد الشین اجماعًا ہے شین . . . کے سکون
والی قرارت پر خلافِ قیاس بصورتِ ہمزہ اور شین فتحہ والی قرارت پر الف، بصورتِ الف مدّہ ہے
اور ہمزہ عام قاعدہ کے اعتبار سے بے صورت ہے) اور مَوْئِلًا (کہف عٌ کا ہمزہ) یاء کے
ساتھ نادر ہو گیا ہے۔ (یعنی رسمِ معروف کے اعتبار سے ہمزہ اس میں بے صورت ہونا چاہیے
تھا مگر بصورت یا ہے)

عـ۲۰۹ وَأَنْ تَبُوْءَا مَعَ السُّوْءَا تَبُوْءُا بِهَا ــــ خَذْ صُوَرَتْ اَلِفًا مِنْهُ الْقِيَاسُ بَرَا
ت:۔ اور اَنْ تَبُوْءَا (مائدہ عٌ) اَلسُّوْءٰۤی (روم عٌ)، اور لَتَنُوْٓءُا (قصص عٌ) میں بصورت الف
مرسوم ہے، قیاس (اس رسم) سے بری ہے (یہ حکم اَلسُّوْءٰۤی میں صحیح ہے مگر اَنْ تَبُوْٓءَا
اور لَتَنُوْٓءُا میں مناسب یہ ہے کہ ہمزہ قیاسًا بے صورت تو ہے مگر الف فَاءُلُوْا اور تَبْلُوْا

کے الف کی طرح فاصل ہے جو کلمہ کی تمامی کو بتلانے کے لئے زائد ہے لہٰذا ان دونوں کیلئے مِنۡهُ الۡقِيَاسُ بَرَا کہنا مناسب نہیں ہے)

آگے دس اشعار میں ان چوبیس کلمات کے ہمزۂ متطرفہ کی رسم غیر قیاسی کو بتلاتے ہیں جو واؤ کی صورت میں ہے۔ اور اس کے بعد الف بھی ہے۔

۲۱۰ وَصَوِّرۡتَ طَرۡفًا بِالوَاوِ مَعۡ أَلِفٍ فِى الرَّفۡعِ فِى أَحۡرُفٍ تُعَدُّ عُدَّتۡ خُطَرَا

ت :۔ اور رفع کے مواقع میں چند کلمات (۲۲) کے اندر ہمزہ بصورتِ واو مع الف ہے (الف فاصل ہے) اور یہ عزت کے ساتھ عالی ہو گئے ہیں۔

۲۱۱ أَنۡبٰٓؤُا أَمۡعۡ شُفَعٰٓؤُا أَمۡ دُعٰٓؤُا أَيۡضًا فِرِنۡشٰٓؤُا بِهُوۡدٍ وَّ خُذۡ نُكۡمَرَا

ت ۱ انعام و شعراء ، ۲ روم ، ۳ غافر ، ۴ صف ہود میں مشہور ہو گیا ہے (سورتوں کی قید احترازی ہے)

۲۱۲ جَزٰٓؤُا أَحۡشُرۡ دَّشُوۡرٰى دَالۡعُقُوۡدِ مَعًا فِى الأَوَّلَيۡنِ دَدَا الۡىٰ مُلۡفَهُ الزُّمَرَا

۲۱۳ طٰهٰ عِرَاقِىٓ دَّمَعۡهَا كُمۡهُمَا نَسَبُهُ سِوَا بَرَاءَ نَّقُلۡ دَالۡعُلَمٰٓؤُا أَعۡرَا

ت :۔ سورۂ حشر، شوریٰ اور عقود (مائدہ) کا ۵ ہے ، مائدہ میں اول کے دونوں مواقع میں۔ اور دونوں ایک ساتھ مل کر آرہے ہیں۔ اور اس لفظ جَزٰٓؤُا زمر سے باختلاف موافقت کی ہو (یعنی بعض مصاحف میں زا کے بعد الف اور ہمزہ بے صورت ہے اور بعض میں اس الف کے حذف اور واو مع الف کے ہے) اور طٰہٰ میں واو مع الف سے عراقی الرسم ہے۔ اور سورۂ کہف بھی طٰہٰ کے ساتھ ہے (مصاحف عراقی ہیں) اور تم کہدو کہ ۶ ماسوا بَرَاءَ کے اور بھی اسی طرح واو مع الف سے ہے اور یہ گرفت میں لینے کے اعتبار سے حلقوں اور دستوں کی طرح ہے۔ (خلاصہ یہ کہ لفظ جَزٰٓؤُا ہر جگہ زا کے بعد الف اور ہمزہ بے صورت ہے ماسوا سات مواقع کے کہ مائدہ، حشر و شوریٰ میں اجماعًا اور زمر میں بعض مصاحف میں اور کہف و طٰہٰ میں عراقی مصاحف میں واو مع الف کے ہے۔)

۲۱۴ وَمَعۡ ثَلٰثٍ الۡمَلَؤُا فِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ النَّمۡلِ أَوَّلُ مَا نَمَّتۡ أَرۡبَعًا زُهَرَا

ت :۔ اور اَلۡمَلَؤُا کا پہلا لفظ جو مؤمنون میں ہے رسم کا خارج ہو گیا) نمل کے تینوں کلمات اَلۡمَلَؤُا سمیت (واو مع الف والا رسم کلماتِ اَلۡمَلَؤُا) پورے ہو گئے۔ دراں حالیکہ یہ چار ہیں اور روشن ہیں (ان چاروں میں ہمزہ مع واو الف ہے)

۲۱۵ تَفۡتَؤُا أَمۡعۡ يَتَفَيَّؤُا الۡبَلٰٓؤُا ادۡخُلۡ تَظۡمَؤُا أَمۡعۡ أَتَوَكَّؤُا يَبۡدَؤُا انۡتَشَرَا

ت :۔ ۹ یوسف جو ۱۰ نحل اور ۱۱ (صٰفّٰت) سمیت ہے۔ اور تم کہدو کہ ۱۲ و ۱۳ طٰہٰ بھی اور ۱۴ بھی ہے انھیں میں سے یہ رسم مشہور ہو گئی ہے۔

٢١٦ يَتْلُوا مَعْ تَعْلَمُوا يَعْبَؤُا الضُّعَفٰٓؤُا وَقُلْ يَبْلُوا مُبِيْنٌ بِالْغَادِ طَرا

ت:- ١٥ نور ع ٢ جو ١٦ شعراء ع اور ١٧ فرقان ع ١٨ ابراہیم ع ٣ مومن ع سمیت ہے اور ١٩ دخان ع کو بھی تم بیان کردو، دراں حالیکہ تم حاجت کو پہنچنے والے ہو۔

٢١٧ وَفِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شُوْرٰى وَاَنْبٰٓؤُا فِيْهِ الْخُلْفُ قَدْ خَطَرا

ت:- اور ٢٠ انعام ع اور شوریٰ ع کا اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا بھی ہے اور ٢١ مائدہ ع میں خلف ہے دراں حالیکہ یہ باعزت ہے۔

٢١٨ وَفِيْ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ الْخِلَافُ وَمَنْ يُنَشَّؤُا وَفِيْ مُقْنِعٍ بِالْوَاوِ قَدْ سُطِرا

ت:- اور ٢٢ قیامہ ع میں ٢٣ زخرف ع میں خلف ہے۔ (کوفی میں دونوں لفظ واو مع الالف ہیں، مدنی وشامی میں واو کے بغیر الف سے اور مُقنع میں یہ دونوں بالواو ہی مرسوم ہیں۔ (واؤ کے بغیر الف والی رسم زیادات قصیدہ میں سے ہے۔)

٢١٩ وَبَعْدَ رَا بُرَءٰٓؤُا لَوْ وَمَعْ اَلِفٍ وَلُؤْلُؤًا فَقَدْ مَضٰى لِلْبَابِ مُخْتَصَرا

ت:- اور ٢٤ ممتحنہ ع کی را واو مع الالف ہے اور لُؤْلُؤًا (باب الفرش شعر ١٢٥ میں) گذر چکا ہے دراں حالیکہ یہ اس باب کے لئے تتمہ کے مثل ہے۔ (اس باب کے چوبیس کلمات میں واو کے بعد الف فَالُوْا اور یَتْلُوْا کی طرح جدائی کے لئے ہے یا ہمزہ کی صورت کو قوی کرنے کیلئے ہے)۔۔ آگے تین کلمات اَوْلِیٰٓئُهُمْ، اَوْلِیٰٓئُکُمْ اور اَوْلِیٰٓئُهٗ کے ہمزہ کی رسم کا بیان ہے۔

٢٢٠ وَمَعْ ضَمِيْرِ جَمِيْعٍ اَوْلِيَاءُ بِلَا وَاوٍ وَلَا يَاءٍ فِيْ مَخْفُوْضِهٖ كَثُرا

ت:- اور اَوْلِیَاءُ جمع (مذکر غائب وحاضر) کی ضمیر (هُمْ کُمْ) کے ساتھ واو کے بغیر رسم ہے، اور جری حالت میں یا کے بغیر ہے جو غالب ہو گئی ہے۔

٢٢١ وَقِيْلَ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ وَفِيْ اَلِفٍ سِنَاءٍ فِيْ لِكُلٍّ حَذْفٌ ثَابِتٌ جُدُرا

ت:- اور بقول بعض اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗ (انفال ع) کا ہمزہ مضمومہ بھی (اسی طرح بے صورت ہے) اور الف بنائی میں (جو ہمزہ سے قبل ہے) سب (اٰمَنُوْا سے لے کر اَوْلِیَآؤُهٗ تک ٢٩ کلمات) میں حذف دیواروں کی طرح قوی اور ثابت ہے۔ (شعر ٢٢٠ والے کلمات کے ہمزے عراق کے اکثر مصاحف میں بے صورت مرسوم ہیں اور واو (جری حالت میں) یا کی صورت میں نہیں لکھا ایسے کلمات چار آئے ہیں: ١ اَوْلِیٰٓئُهُمْ (بقرہ ع، انعام ع ١٥) ٢ اَوْلِیٰٓئُکُمْ (فصلت ع) ٣ اَوْلِیٰٓئِهِمْ انعام ع ١٤ ٤ اَوْلِیٰٓئِکُمْ (احزاب ع)

بَابُ رَسْمِ الْاَلِفِ وَاوًا

الف کو بصورت واو لکھنے کا بیان:۔

۲۲۲ وَالْوَاوُ فِی اَلِفَاتٍ كَالزَّكٰوةِ وَمِشْـ ... كٰوةٍ مَنٰوةَ النَّجٰوةِ وَاضِحٌ صُوَرًا

۲۲۳ وَفِی الصَّلٰوةِ الْحَيٰوةِ وَانْجَلٰى اَلِفًا ... مُضَافَ وَالْحَذْفُ فِی خُلْفِ الْعِرَاقِ يُرٰى

۲۲۴ وَفِی اَلِفَاتِ الْمُضَافِ وَالْعَمِيمُ بِهَا ... كَذِی حَيٰوةً زَكٰوةً وَاوُ مَنْ خَبَرَا

ت:۔ اور چند الفات میں صورۃً واو واضح ہے جیسے اَلزَّكٰوةَ، كَمِشْكٰوةٍ (نور ع) اور مَنٰوةَ (نجم ع) اور اَلنَّجٰوةِ (مومن ع) اور اَلصَّلٰوةَ اَلْحَيٰوةَ (جبکہ معرف باللام ہوں) بھی (اور) مضاف کا الف ظاہر ہو گیا ہے، (یعنی یہی دونوں لفظ جب مضاف ہوں ضمیر کیطرف جیسے صَلَاتِیْ، لِحَيَاتِیْ، وغیرہ تو یا بصورت بجائے واو کے الف سے مرسوم ہوتے ہیں۔) اور اسی صلوٰۃ وحیوٰۃ مضافی کے الفوں میں بعض مصحف عراقی کے خلف میں حذف (الف) بھی دیکھا جاتا ہے۔ اور عام مصاحف عراقی میں حَيٰوةً وَزَكٰوةً میں (جبکہ یہ نکرہ ہوں اور بے اضافت کے ہوں) باخبر کے لئے رسمًا واو ہے۔

(حاصل یہ کہ مِشْكٰوة، مَنٰوةَ اور اَلنَّجٰوةِ بصورت واو ہی ہیں۔ اور الصَّلٰوة معرف باللام بھی بالواو ہی ہے، اور بصورت اضافت اکثر میں بغیر واو کے الف سے اور بعض مصاحف عراقی میں الف واو دونوں کے حذف سے ہے، اور زکوٰۃ نکرہ و معرفہ ہر دو صورت میں واو سے ہے۔ حَيٰوة پر الف لام ہو یا بغیر اس کے اور بغیر اضافت کے جرًّا ہو یا نصبًا تو ان دو صورتوں میں واو سے ہے اور بصورت مضاف اکثر میں واو کے بغیر الف سے اور بعض مصاحف عراقی میں الف اور واو دونوں کے حذف سے)

۲۲۵ وَفِی اَلِفِ صَلَوٰتٍ خُلْفُ بَعْضِهِمِ ... وَالْوَاوُ تَثْبُتُ فِيهَا مُجْمِعًا سِيَرَا

ت:۔ اور صَلَوٰت (جمع) کے الف میں بعض کا خلف ہے، اور واو تو ان (سب مصاحف) میں ثابت ہی رہا ہے، دراں حالیکہ وہ جامع الخصائل ہے۔

بَابُ رَسْمِ بَنَاتِ الْيَاءِ وَالْوَاوِ

اس باب میں یائی اور واوی کلمات کی رسم کا بیان ہے:۔

۲۲۶ وَالْيَاءُ فِي أَلِفٍ عَنْ يَاءٍ انْقَلَبَتْ ۔ مَعَ الضَّمِيرِ وَمِنْ دُونِ الضَّمِيرِ تُرَىٰ
۲۲۷ سِوَىٰ عَصَانِيْ تَوَلَّاهُ طَغَا وَمَعًا ۔ أَقْصَا الْأَقْصَا وَسِيمَا الْفَتْحِ مُشْتَهِرَا

ت اور (لام کلمہ کی) الف کی جگہ جو منقلب عن الیاء ہو، یا دیکھی جاتی ہے، دراں حالیکہ ضمیر کے ساتھ ہو یہ الف یا بے ضمیر ہو، (جیسے اِجْتَبٰهُ، وَهَدٰىهُ، هُدٰى، رَمٰى وغیرہ) سوا وَمَنْ عَصَانِيْ (ابراهیم ع) اور وَمَنْ تَوَلَّاهُ (حجر ع) طَغَا (حاقہ ع سورتوں کی قید احترازی ہے، ان کے ماسوا میں قیاساً الف اجماعاً بصورت یا ہے) اور اَقْصَا جو دو جگہ ہے (قصص ع ویٰسٓ ع) اور سوا اَلْاَقْصَا (اسراء ع) اور سوائے فتح (ع) کے سِيْمَاهُمْ کے دراں حالیکہ یہ (سیما) ایک نقل کی رو سے مشہور ہوگیا ہے۔
(دوسری روایت میں پانچوں سیما میں الف ہے)

اگلے شعر میں وہ قاعدہ کلیہ ہے جس میں الف منقلب عن الیاء الف ہی کی صورت میں مرسوم ہوتا ہے۔

۲۲۸ وَغَيْرُ مَا بَعْدَ يَاءٍ خَوْفَ جَمْعِهِمَا ۔ لٰكِنْ يَحْيٰى وَسُقْيَاهَا بِهَا حُصِرَا

ت :۔ (ہر الف یا کی صورت میں مرسوم ہوتا ہے) سوائے اس الف کے جو یا کے بعد ہو کہ دو یاؤں کے اجتماع کے خوف سے (الف مرسوم ہوتا ہے) (جیسے دُنْيَا، اَحْيَا، حَوَايَا) لیکن يَحْيٰى (فعل جو انفال ع طٰهٰ ع اعلٰی، یا اسم جو آل عمران ع مریم ع) وَسُقْيٰهَا (شمس) یہ دونوں یا سے (ہی) خوبصورت بنا دیے گئے ہیں۔ (اور جب یہ الف یاء متکلم سے پہلے ہو جیسے هُدَايَ، مَثْوَايَ تو اس میں اختلاف ہے۔ اور وَسُقْيٰهَا اکثر میں الف سے ہے، بعض میں یا اور الف دونوں کے بغیر ہے)

۲۲۹ كِلْتَا وَتَتْرَا جَمِيعًا فِيهِمَا أَلِفٌ ۔ وَفِي يَقُولُونَ تَخْشَى الْخُلْفُ قَدْ ذُكِرَا

ت :۔ كِلْتَا (کہف ع) اور تَتْرَا (مومنون ع) میں تمام مصاحف میں الف ہے۔ اور يَقُولُونَ نَخْشٰى (مائدہ ع) میں خلف (یہ خلف کتب رسم میں) مذکور ہے۔

۲۳۰ وَبَعْدَ يَاءِ خَطَايَا حَذْفُ جُلِّهِمُ ۔ وَقَبْلُ أَكْثَرُهُمْ بِالْحَذْفِ قَدْ كَثُرَا

ت :۔ اور خَطَايَا کے بعد ان سب کاتبین کا حذف الف (ثابت ہے) اور یا سے پہلے (طا کے بعد والا) اکثر نے حذف کیا ہے، یہ (لفظ دونوں الفوں کے) حذف سے غالب و مشہور ہوا ہے۔

۲۳۱ بِالْيَاءِ تُقٰىةً وَفِي تُقٰىتِهِ أَلِفُ ۔ عِرَاقِ وَاخْتَلَفُوا فِي حَذْفِهَا زُبُرَا

ت :۔ تُقٰىةً (آل عمران ع) تو بالیاء ہی ہے، اور تُقٰىتِهِ (ع) میں عراقی کا الف ہے اور ان اہل عراق اس الف سے حذف میں بھی اختلاف کیا ہے۔ دراں حالیکہ یہ حضرات بہت سے مصاحف والے ہیں (زُبُرًا جمع زَبُوْر بمعنی مصاحف۔)

۲۳۲ يٰوَيْلَتٰى أَسَفٰى حَسْرَتٰى عَلٰى وَإِلٰى ۔ أَنّٰى عَسٰى وَبَلٰى يَحْسُرَتٰى زُبُرَا

ت :۔ یٰوَیْلَتیٰ ، یٰاَسَفٰی (یوسف ع) اور بعد کے ساتوں کلمات میں آخری الف اجماعاً بصورت یا مرسوم ہے

۲۲۳ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ وَجَآءَ اَمْرُ وَلِلرِّ   رِجَالِ رَسْمُ اُبَیٍّ یَاءَھَا شَھَرَا

ت :۔ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ (ابراہیم ع مومن ع وغیرہ) اور جَآءَ اَمْرُ (ہر جگہ) اور لِلرِّجَال (نساء ع) کو اُبَیّ بن کعبؓ کے مصحف کی رسم نے ان کی یاء کو مشہور کر دیا ہے۔ (لیکن عام مصاحف میں ان میں الف ہی ہے۔)

۲۲۴ وَجَآءُوْ وَجَآءَھُمُ الْمَکِّیْ وَطَابَ اِلَی الْ   اِمَامِ یُعْزٰی وَکُلٌّ لَیْسَ مُقْتَفَرَا

ت :۔ اور جَآءُوْ وَجَآءَھُمْ (جب کہ ضمیر مرفوع یا منصوب متصل ہو) کی رسم یا کی رسم سے ہے اور طَابَ (نساء ع) اسی رسم کے ساتھ (بروایت عاصم حجدری) امام کی طرف منسوب ہے مگر یہ سب غیر متبوع ہے (یعنی عمل اس پر نہیں ہے۔ بلکہ چھیوں میں الف ہے۔)

۲۲۵ کَیْفَ الضُّحٰی وَالْقُوٰی وَحٰی تَلٰی وَطَحٰی   سَجٰی زَکٰی وَاوُھَا بِالْیَاءِ قَدْ سُطِرَا

ت :۔ اَلضُّحٰی جس طرح بھی آئے اور بعد کے چھیوں کلمات کا واو یا سے مرسوم ہے (ان کے ماسوا تمام سہ حرفی اسمی یا فعلی واوی کلمات کا الف قیاس کے موافق واو ہی کی شکل میں مرسوم ہوتا ہے۔)

بَابُ حَذْفِ اِحْدَی اللَّامَیْن

۲۲۶ لَامُ الَّتِیْ اَلّٰیْٔ وَالّٰتِیْ وَکَیْفَ اَتَی الْ   لَذِیْ مَعَ الَّیْلِ فَاحْذِفْ وَاصْدُقِ الْفِکَرَا

ت :۔ اور اَلَّذِیْ جس طرح بھی آئے نیز اس کے ساتھ چاروں کلمات کے لام کو حذف کر دو (اور ایک لام سے لکھو) اور اپنی فکر کو سچا کر لو۔ (یہ حذفِ لام واحد ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، ان کے ماسوا کسی اور کلمہ میں حذفِ لام نہیں ہے۔ صرف مذکورہ بالا پانچ کلمات میں لامِ تعریفی کے بجائے دو کے ایک ہی مرسوم ہوتا ہے)

بَابُ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْل

۲۲۷ وَقُلْ عَلَی الْاَصْلِ مَقْطُوْعُ الْحُرُوْفِ اَتَیٰ   وَالْوَصْلُ فَرْعٌ فَلَا تُلْفٰی بِہٖ حَصِرَا

ت :۔ اور تم کہدو کہ اصلاً تو کلمات مقطوع ہی آئے ہیں اور موصول تو فرع و متفرع ہے لہٰذا تم اس بیان میں تنگی والے نہ پائے جاؤ (جن دو کلمات میں قوی اتصال پایا جا رہا ہو۔ صرف وہی موصول مرقوع ہوتے ہیں۔)

اب آگے وہ کلماتِ مقطوعہ کو اختصار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جو کم سے کم مواقع میں وارد ہوئے ہیں۔ ضد سے باقی مواقع میں موصول کی رسم نکلے گی۔

بَابُ قَطْعِ ۲۲۸ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا اقْطَعُوْا اَنْ لَّا اَقُوْلَ[۲] وَاَنْ[۳]
اَنْ لَّا وَاِنْ مَّا   لَا مَلْجَاَ اَنْ لَّا اِلٰہَ بِھُوْدٍ بَعْدُ[۱۲]

ت :۔ تم ان چاروں کلمات کے اَنْ کو لَا سے مقطوع لکھو۔ ۱۲ سورۂ ہود (ع۲) میں جلدی کرو (یعنی اَنْ لَّا

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کو بعجلت ملادو تاکہ توحید کے خلاف معنی کا وہم جاتا رہے۔) ۱ اعراف ع۲، ع۱۲ میں ۲ توبہ میں ۴ ہود ع۲ میں ہے۔

۲۳۹ وَالْخُلْفُ فِي الْاَنْبِيَا وَاقْطَعْ بِهُوْدَ بِاَنْ ۞ لَا تَعْبُدُوْا الثَّانِ مَعْ يَاسِيْنَ لَا حَصَرَا

ت:۔ اور اَنْ لَّآ اِلٰهَ سورۃ انبیاء (ع۶) میں خلف ہے (فی زمانہ عمل قطع پر ہے) اور تم ۵ سورۃ ہود (ع۳) کے دوسرے کو مع ۶ سورۃ یٰسین (ع۱) کے مقطوع لکھو۔ (اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔

۲۴۰ فِي الْحَجِّ مَعْ نُوْنَ اَنْ لَّا وَالدُّخَانِ وَالْامْ ۞ تِحَانِ فِي الرَّعْدِ اِنْ مَّا وَحْدَهٗ ظَهَرَا

ت:۔ سورۃ حج ع۴، نٓ و دخان ع، ممتحنہ ع۲ میں اَنْ لَّا کو اور صرف رعد ع۲ میں اِنْ مَّا سے مقطوع ہونا ظاہر ہے

بَابُ قَطْعِ مِنْ مَّا نَحْوَ مِنْ مَّالٍ وَوَصْلِ مِمَّنْ وَمِمَّ

۲۴۱ فِي الرُّوْمِ قُلْ وَالنِّسَا مِنْ قَبْلُ مَا مَلَكَتْ ۞ وَخُلْفُ مِمَّا لَدَى الْمُنَافِقِيْنَ سَرَى

ت:۔ تم کہدو کہ روم و نساء ع۴ میں مَا مَلَكَتْ سے پہلے مِنْ (مَا مَلَكَتْ مقطوع نون سے) ہے۔ اور منافقین ع۲ میں مِمَّا کا خلف ثابت ہو گیا ہے۔ (بروایت قرطبی اس کے بجائے یہ شعر منقول ہے:۔ مِنْ قَبْلِ مَا مَلَكَتْ فَاقْطَعْ وَنُوْرٍ فِي الـ ــــ مُنَافِقِيْنَ لَدَى مِمَّا وَلَا ضَرَرَا: اس میں سورتوں کی قید نہ ہونے سے نور ع۸ بھی شامل ہے۔ مگر دانی رح نے اسے مقطوع نہیں شمار کیا۔ لہٰذا یہ زیادات میں سے ہوگا۔ مگر فی زمانہ مصاحف میں موصول ہی ہے۔)

۲۴۲ لَا خُلْفَ فِي قَطْعِ مِنْ مَّعْ ظَاهِرٍ ذَكَرُوْا ۞ مِمَّنْ جَمِيْعًا تَصِلْ وَمِمَّ مُؤْتَمِرَا

ت:۔ اس مِنْ کے مقطوع لکھنے میں جو اسم ظاہر کے ساتھ ہو خلاف نہیں ہے اہل رسم نے (ایسا ہی) ذکر کیا ہے (جیسے مِنْ مَّآءٍ مِنْ مَّارِجٍ، اسم ظاہر سے مراد ضمیر کا مقابل نہیں ہے)، اور تم مِمَّنْ اور مِمَّ کو تمام جگہوں میں موصول لکھو۔ دراں حالے کہ تم متبع رسم ہو (مِمَّ سے مراد مِنْ کے بعد ما استفہامیہ بغیر الف ہے اور مِمَّنْ سے مراد مِنْ کے بعد مَنْ موصولہ ہے۔)

بَابُ قَطْعِ اَمْ مَّنْ

۲۴۳ فِي فُصِّلَتْ وَالنِّسَا وَفَوْقَ صَادَ وَفِي ۞ بَرَاءَةٍ قَطْعُ اَمْ مَّنْ عَنْ ثِقَةٍ سَبَرَا

ت:۔ فصلت ع۵، اور نساء ع۱۶ اور صاد کے اوپر (والی سورۃ صٰفّٰت ع۱) میں اور براءۃ ع۱۴ میں اَمْ مَّنْ کا مقطوع لکھنا ایک پرکھے ہوئے ثقہ جو ان سے منقول ہے۔ (باقی مواقع جیسے نمل ع۵ وغیرہ میں ادغام کی تاکید اور تقویت کیلئے موصول ہی)

بَابُ قَطْعِ عَنْ مَّنْ وَوَصْلِ اَلَّنْ:۔

۲۴۴ فِي النُّوْرِ وَالنَّجْمِ عَنْ مَّنْ وَالْقِيَامَةِ صِلْ ۞ فِيْهَا مَعَ الْكَهْفِ اَلَّنْ مَنْ ذَكَى حَذِرَا

ت:۔ تم نور ع۶، اور نجم (ع۲) میں عَنْ مَّنْ کو (مقطوع کردو) اور قیٰمۃ (ع۱) میں اور کہف (ع۶) میں اَلَّنْ کو موصول (بلا نون) کردو۔ (باقی مواقع میں مقطوع ہے) جو فہیم و ذکی ہے اس نے پرہیز کیا ہے۔

بَابُ قَطْعِ عَنْ مَّا وَوَصْلِ فَاِلَّمْ وَاَمَّا

۲۴۵ بِالْقَطْعِ عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ وَبَعْدَ فَاِنْ ۞ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَصِلْ وَكُنْ حَذِرَا

ت:۔ عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ (اعراف رکوع ۲۱ ہی میں عَنْ مَّا بالقطع ہے اور اس کے بعد (ہود ع۲ ہی میں) فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ کو موصول کردو۔ اور تم مقطوع لکھنے سے پرہیز کرنے والے ہو۔

٢٤٦ وَاقْطَعْ سِوَاهُ وَمَا الْمَفْتُوحُ هَمْزَتُهُ   فَاقْطَعْ وَأَمَّا فَصِلْ بِالْفَتْحِ قَدْ نُبِرَا

ت:- اور اس (سورۂ ہود ع۲) کے سوا کو مقطوع لکھو، اور اَنْ لَّمْ (انعام ع۱۶ بلد) مفتوح الہمزہ کو جگہ مقطوع لکھو، اور اَمَّا بفتح الہمزہ کو موصول لکھو، یہ وصل کے ساتھ بلند کر دیا گیا ہے۔

بَابُ قَطْعِ فِي مَا وَ اِنْ مَا

٢٤٧ فِي مَا فَعَلْنَ اقْطَعُوا الثَّانِي لِيَبْلُوَكُمْ
فِي مَا مَعًا ثُمَّ فِي مَا أُوحِيَ اقْتُفِرَا

فِي النُّورِ وَالْأَنْبِيَا تَحْتَ صَادَ مَعًا
٢٤٨ وَفِي إِذَا وَقَعَتْ وَالرُّومِ وَالشُّعَرَا

ت:- تم ۱ بقرہ ثانی ع۳۱، اور ۲و۳ مائدہ ع۷، انعام ع۱۸، ۴ انعام ع۱۸ ان چاروں کو مقطوع لکھو نقل کی پیروی کی گئی ہے، اور ۵ ع۲، ۶ ع میں اور صاد کے تحت دو جگہ (زمر ع۵، ع۶) ۹ ع ۱۰ ع ۱۱ ع ان ساتوں میں بھی فِي مَا کو مقطوع لکھو،

٢٤٩ وَفِي سِوَى الشُّعَرَا بِالْوَصْلِ بَعْضُهُمُ   وَإِنَّمَا تُوعَدُونَ الْأَوَّلُ اعْتُبِرَا

ت:- اور بعض نے ماسوا شعراء میں وصل سے بیان کیا ہے، (گویا فِي مَا کی تین صورتیں ہو گئیں) اور پہلا اِنَّ مَا تُوعَدُونَ (انعام ع۱۶) قطع ہی کے ساتھ زیارت کیا گیا ہے۔

بَابُ قَطْعِ اَنَّ مَا وَ لَبِئْسَ مَا وَ بِئْسَ مَا

٢٥٠ وَاقْطَعْ مَعًا أَنَّ مَا يَدْعُونَ عِنْدَهُمُ
وَالْوَصْلُ أُثْبِتَ فِي الْأَنْفَالِ مُخْتَبَرَا

ت:- اور تم اہل رسم کے نزدیک اَنَّ مَا يَدْعُونَ کو ہر دو جگہ حج ع۹ لقمان ع۳ میں مقطوع لکھو، اور انفال ع۵ میں اَنَّمَا وصل ثابت تر اور محقق ہے۔

٢٥١ وَإِنَّمَا عِنْدَ حَرْفِ النَّحْلِ جَاءَ كَذَا   لَبِئْسَ مَا قَطْعُهُ فِيمَا حَكَى الْكُبَرَا

ت:- اور اِنَّمَا عِنْدَ جو نحل (ع۱۳) کا کلمہ ہے وہ بھی اسی طرح (انفال ع۵ کی طرح) آیا ہے۔ اور لَبِئْسَ مَا (بقرہ ع۱۲، مائدہ ع۹ و ع۱۱ میں دو دو) اس کا مقطوع ہونا اس رسم میں ہے جسے صاحب الفضل نے نقل کیا ہے۔

٢٥٢ قُلْ بِئْسَمَا بِخِلَافٍ ثُمَّ يُوصَلُ مَعْ   خَلَفْتُمُونِي وَمِنْ قَبْلِ اشْتَرَوْا انْتُشِرَا

ت:- قُلْ بِئْسَمَا باختلاف ہے پھر یہ لفظ خَلَفْتُمُونِي کے ساتھ (اعراف ع۱۸) اور اشْتَرَوْا سے پہلے (بقرہ ع۱۱) مسلسل چلنے والی ہواؤں کی طرح موصول ہے (یعنی وصل قوی تر اور اکثر ہے، عمل بھی اسی پر ہے،

بَابُ قَطْعِ كُلِّ مَا

٢٥٣ وَقُلْ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا قَطَعُوا
وَالْخُلْفُ فِي كُلَّمَا رُدُّوا فَشَا خَبَرَا

۲۵۴ وَكُلَّ مَا اُلْقِيَ اسْمَعْ كُلَّمَا دَخَلَتْ وَكُلَّ مَا جَآءَ عَنْ خُلْفٍ يَلِي وُتُرَا

ت:- اور تم کہہ دو کہ اہل رسم نے وَ اٰتٰكُمْ مِنْ كُلِّ مَا (ابراہیم ع) مقطوع لکھا ہے اور كُلَّمَا رُدُّوْٓا (نساء ع) میں خلف جزاً مشہور ہو گیا ہے۔ اور كُلَّمَآ اُلْقِيَ (ملک ع) كُلَّمَا دَخَلَتْ (اعراف ع) اور كُلَّ مَا جَآءَ (مومنون ع) کی رسموں کو سن لو کہ منقول عن الخلف ہے، متصل ہے باوقار لوگوں سے۔ (ان پانچوں کلمات کے ماسوا سب موصول ہیں۔)

بَابُ قَطْعِ حَيْثُ مَا وَوَصْلِ اَيْنَمَا

۲۵۵ وَحَيْثُ مَا فَاقْطَعُوْا اَيْنَمَا فَصِلُوْا وَمِثْلُهُ اَيْنَمَا فِي النَّحْلِ مُشْتَهِرَا

ت:- اور تم حَيْثُ مَا (بقرہ ع، ع) کو مقطوع لکھو، اور فَاَيْنَمَا (بقرہ ع) اور اسی طرح اَيْنَمَا نحل (ع) کو بھی موصول لکھو، دراں حالیکہ وصلاً مشہور ہے۔

۲۵۶ وَالْخُلْفُ فِي سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ وَالشُّعَرَا وَفِي النِّسَآءِ يَقِلُّ الْوَصْلُ مُعْتَبَرَا

ت:- اور احزاب ع و شعراء ع کے اَيْنَ مَا میں خلف ہے اور نساء ع میں وصل زائد کی حیثیت سے قلیل ہے (ان کے سوا ہر جگہ مقطوع ہے)

بَابُ لِكَيْلَا

۲۵۷ فِي اٰلِ عِمْرَانَ وَالْاَحْزَابِ ثَانِيَهَا وَالْحَجِّ وَصْلًا لِكَيْلَا وَالْحَدِيْدِ جَرَا

ت:- اور لِكَيْلَا ان چاروں صورتوں میں موصول ہو کر جاری ہوا ہے۔ احزاب کا دوسرا والا ع میں ہے۔ (ع کے ماسوا وغیرہ مقطوع ہے)

بَابُ قَطْعِ يَوْمَ هُمْ وَوَصْلِ وَيْكَاَنَّ

۲۵۸ فِي الطَّوْلِ وَالذَّارِيَاتِ الْقَطْعُ يَوْمَ هُمْ وَوَيْكَاَنَّ مَعًا وَصْلٌ كَسَا حَبَرَا

ت:- طول (مومن ع) اور ذاریات ع میں يَوْمَ هُمْ مقطوع الرسم ہیں۔ اور وَيْكَاَنَّ دونوں جگہ (قصص ع) موصول ہے۔ جس نے ناقلین وصل کو یمنی چادریں پہنا دی ہیں (یعنی موصول الرسم صحیح ہے۔)

باب قطع مَالِ

۲۵۹ وَمَالِ هٰذَا اَفَقُلْ مَالِ الَّذِيْنَ فَمَا لِ هٰؤُلَآءِ بِقَطْعِ اللَّامِ مُدَّ كَرَا

ت:- اور بیان کر دو کہ مَالِ هٰذَا (کہف ع و فرقان ع) اور فَمَالِ الَّذِيْنَ (معارج ع) اور فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ (نساء ع) لام کے قطع سے ہیں، دراں حالیکہ تم یاد کرنے والے ہو۔ (ان میں لِ جارہ اپنے مجرور سے مقطوع ہے۔)

بَابُ وَصْلِ وَلَاتَ

۲۶۰ اَبُوْعُبَيْدٍ عَزَا وَلَاتَحِيْنَ اِلَى الْ اِمَامِ وَالْكُلُّ فِيْهِ اَعْظَمُ النُّكُرَا

ت:- ابو عبید نے حِیْنَ کو مصحف امام کی طرف منسوب کرتے ہوئے موصول دیکھا ہے۔

مگر تمام اہل رسم نے ان کے اس مذہب کی بہ شدت نکیر کی ہے۔ (تمام مصاحف میں تار دراز لام سے متصل ہے۔)

بَابُ هَاءِ التَّانِيثِ الَّتِي كُتِبَتْ تَاءً

ھاءِ تانیث جو بشکلِ تاءِ مطولہ مرسوم ہوتی ہے، اس کا بیان:۔

۲۶۷ وَدُونَكَ الْهَاءَ لِلتَّانِيثِ قَدْ رُسِمَتْ ۔ تَاءً لِتَقْضِيَ مِنْ أَنْفَاسِهَا الْوَطَرَا

ت:۔ اور تم ھارِ تانیث جو بصورت تاءِ دراز مرسوم ہوتی ہے لے لو، تاکہ تم اس کے نفیس حالات سے اپنے مقاصد پورے کر لو۔

دراز تاء کم ہیں اس لئے ناظم رح انھیں بیان کر دیں گے، باقی گول تائیں بشکل ہا ہوں گی۔

۲۶۸ فَابْدَأْ بِمُضَافَاتِهَا بِظَاهِرٍ شَرَعًا ۔ وَثَنِّ فِي مُفْرَدَاتٍ سَلْسَلًا خَضِرَا

ت:۔ تم ابتداء (پہلے باب) میں اس تاء کے اسماء لے لو جو ظاہر کیطرف مضاف ہو دراں حالیکہ وہ بہت سے باغ کیطرح ہیں۔ اور تم دوسری بار یعنی دوسرے باب میں اسماء مفردات کے بارے میں لامیکو بیان کو، لے لو دراں حالیکہ وہ آسان و سرسبز ہیں۔ (جیسے نِعْمَتْ، رَحْمَتْ وغیرہ لیجئے) وہ دونوں ابواب یہ ہیں:

بَابُ الْمُضَافَاتِ إِلَى الْأَسْمَاءِ الظَّاهِرَةِ وَالْمُفْرَدَاتِ

اس تاءِ تانیث کا بیان جو اسماءِ ظاہر کیطرف مضاف ہو، جنھیں سب نے بصیغۂ واحد پڑھا ہے۔

۲۶۹ فِي هُودَ وَالرُّومِ وَالْأَعْرَافِ وَالْبَقَرَةْ ۔ وَمَرْيَمَ رَحْمَتُ وَالزُّخْرُفِ سُبِرَا

۲۷۰ مَعًا وَنِعْمَتُ فِي لُقْمَانَ وَالْبَقَرَةْ ۔ وَالطُّورِ وَالنَّحْلِ فِي ثَلَاثَةٍ أُخَرَا

۲۷۱ وَفَاطِرٍ مَعَهَا الثَّانِي بِمَائِدَةٍ ۔ وَآخِرَاتِ بِإِبْرَاهِيمَ إِذْ حُزِرَا

۲۷۲ وَآلِ عِمْرَانَ وَامْرَأَتُ بِهَا وَمَعًا ۔ بِيُوسُفٍ وَاتْلُهُ تَحْتَ النَّمْلِ مُؤْتَجِرَا

ت:۔ ۱۔ رَحْمَتْ (سات جگہ) ہود ع، روم ع، اعراف ع، بقرہ ع، مریم ع، اور زخرف ع میں دونوں، یہ ساتوں جگہ دراز تاء سے آزمایا گیا ہے۔ ۲۔ اور نِعْمَتْ (۱۱ جگہ) لقمٰن ع، بقرہ ع، طور ع، نحل کے تین آخری ع۔ ع، ع، (ع کا دوسرا مراد ہے) فاطر ع اور مائدہ ع کا دوسرا نِعْمَتْ اور ابراہیم ع کے دو آخر والے چونکہ یہ دونوں تاء سے ہی جانے گئے ہیں۔ اور آل عمران ع میں بھی۔ (ان گیارہ مواقع میں نِعْمَتْ دراز تاء سے ہے) ۳۔ اِمْرَأَتْ اس (آلِ عمران ع) میں اور دونوں جگہ یوسف ع، ع میں اور تم طالب ثواب بن کر نمل کے نیچے (قصص ع) کی ہدایت کر دو۔

مَعْهَا ثَلَاثٌ لَدَى التَّحْرِيمِ سُنَّتُ فِي الْـ ۔ أَنْفَالِ مَعْ فَاطِرٍ ثَلَاثُهَا أُخَرَا

وَغَافِرٍ آخِرٌ وَفِطْرَتْ شَجَرَتْ ۔ لَدَى الدُّخَانِ بَقِيَّتْ مَعْصِيَتْ ذُكِرَا

٢٦٩ مَعًا قُرَّتُ عَيْنٍ وَّابْنَتُ كَلِمَتُ ... فِي وَسْطِ اعْرَافٍ وَجَنَّتُ الْبَصَرَا
٢٧٠ لَدٰى اِذَا وَقَعَتْ وَالنُّوْرُ لَعْنَتَ قُلْ ... فِيْهَا وَقِيْلَ وَنَجْعَلْ لَعْنَتَ ابْتُلَا

ت:- اس (قصص) کے (اِمْرَأَتْ کے) ساتھ وہ تین بھی ہیں جو تحریم ع۲ میں ہیں (اس لفظ کے دراز تا کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد ان کے شوہر کا نام بھی آرہا ہے جیسے اِمْرَأَتْ عِمْرٰانَ اور یہ سات مواقع ہیں ہیں) اور ۴ سُنَّتْ (۵ جگہ) انفال ع۵ مع فاطر (ع۵) کے تینوں آخری کلمات کے، اور غافر ع۹ کے آخری (ع) میں ۵ فِطْرَتْ (روم ع۴) ۶ شَجَرَتْ (دخان ع۳) میں ۷ بَقِيَّتْ (ہود ع۸) ۸ مَعْصِيَتْ (مجادلہ ع۲) دو جگہ مذکور ہیں۔ ۹ اور قُرَّتُ (قصص ع۱) اور ۱۰ اِبْنَتْ (تحریم ع۲) ۱۱ كَلِمَتْ جو وسط اعراف (ع۱۶) میں ہے اور ۱۲ جَنَّتْ چشم بصیرت والوں کا۔ جو سورۂ واقعہ ع۳ میں ہے۔ اور تم بیان کردو کہ ۱۳ لَعْنَتْ جو سورۂ نور ع۹ میں ہے اور اس سے قبل فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ بھی تائے دراز سے منتسب رہا ہے (فَنَجْعَلْ کی قید سے آلِ عمران ع خارج ہو گیا ہے۔)

(اس باب کے ان تیرہ ۱۳ کلمات پر بضرورتِ وقف مکی، بصری، کسائی، (عشرہ کے یعقوب) ہاء سے باقی حضرات تاء سے وقف کرتے ہیں۔

بَابُ الْمُفْرَدَاتِ وَالْمُضَافَاتِ الْمُخْتَلَفِ فِيْ جَمْعِهَا

ان مفرد اور مضاف اسماء کا بیان جن کے واحد و جمع میں اختلاف ہے۔ مفرد سے مراد غیر مضاف ہے۔

٢٧١ وَهَاكَ مِنْ مُفْرَدٍ وَّمِنْ اِضَافَتِهِ مَا ... فِيْ جَمْعِهِ اخْتَلَفُوْا وَلَيْسَ مُنْكَدِرَا

ت:- اور تم اس مفرد اور مضاف میں میرے بیان کو لیلو جس کی جمع اور واحد میں قراء نے اختلاف کیا ہے، اور میرا بیان پراگندہ اور غیر مرتب نہیں ہے۔

٢٧٢ فِيْ يُوْسُفَ اٰيٰتٌ مَّعًا غَيٰبٰتِ قُلْ ... فِي الْعَنْكَبُوْتِ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ اُشْتُرَا
٢٧٣ جِمٰلٰتٌ بَيِّنٰتٌ فَاطِرٍ ثَمَرٰتٌ ... فِي الْغُرُفٰتِ اللّٰتَ هَيْهَاتَ الْعَذَابِ صَرٰى

ت:- تم کہدو کہ یوسف ع۲ میں اٰيٰتٌ اور غَيٰبٰتِ کے دونوں لفظ، اور عنکبوت ع۵ میں عَلَيْهِ اٰيٰتٌ (دراز تاسے) منقول ہیں۔ جِمٰلٰتٌ (مرسلت ع۱) فاطر (ع۵) کا عَلٰى بَيِّنٰتٍ، ثَمَرٰتٍ (فصلت ع۶) فِي الْغُرُفٰتِ (سبا ع۵) اَللّٰتَ (نجم ع۱) اور هَيْهَاتَ مومنون ع۳ میں (یہ بھی دراز تا سے) شہرت یافتہ ہیں (تا کی کلمات کا) بقیہ ہیں۔

٢٧٤ فِيْ غَافِرٍ كَلِمٰتُ الْخُلْفُ فِيْهِ وَفِيْ ... ثَانِيْ بِيُوْنُسَ هَاءً بِالْعِرَاقِ تُرٰى
ت:- سورۂ غافر ع۱ کے كَلِمٰتٌ میں خلف ہے اور یونس کے دوسرے (ع۱۰) میں بھی مصحف عراقی میں ھا کی صورت میں دیکھی جاتی ہے۔

٢٧٥ وَالتَّاءُ شَامٍ مَّدِيْنِيٌّ وَّاَسْقَطَهٗ ... نَصِيْرُهُمْ وَابْنُ الْاَنْبَارِيْ فَجُدْ نَظَرَا

ت بلاور (کلمت ۹ میں) شامی و مدنی میں تا ہے۔ اور نصیر اور ابن الانباری نے اس کو ساقط کر دیا ہے۔
پس فکر و نظر کے اعتبار سے تم عمدہ ہو جاؤ۔
(نصیر و ابن الانباری کلمت کو تین جگہ تا سے کہتے ہیں انعام ع یونس میں پہلا موقع ع میں غافر
غ میں اور دیگر حضرات نے چار جگہ بنا کر یونس کے دوسرے غ کو بھی شامل کیا ہے۔)

۲۷۶ وَفِیهِمَا التَّاءُ أَوْلَى ثُمَّ عَنْهُمُ — بِالتَّا بِیُونُسَ فِی الْأُولَىٰ ذَکَا عَطَرَا
۲۷۷ وَالثَّانِ الْأَنْعَامِ عَنْ کُلٍّ وَلَا أَلِفٌ — فِیهِنَّ وَالتَّاءُ فِی مَرْضَاتِ تَذْکُرَا
۲۷۸ وَذَاتِ مَعْ یَابَتِ وَلَاتَ حِینَ وَقُلْ — بِالْهَا مَنُوَةُ نُصَیْرٌ عَنْهُمُ نَصَرَا

ت:۔ اور ان دونوں (غافر و یونس) میں تا سے لکھنا اَولیٰ ہے، اور یونس کے پہلے (ع) میں سب نے تا ہی سے لکھا ہے مشہور ہے معطر اور انعام (ع) میں تمام اہل رسم سے بالتا ہے (اسطرح ناظم رح نے کلمت کے ۵ مواقع ذکر کئے ہیں، ۴ کا ذکر یہاں اور ایک شعر ۲۶۹ میں) اور ان سب مذکورہ کلمات ثمانیہ (ماسوا هَیْهَاتَ) میں (بقرارت جمع قبل تا) الف نہیں ہے، اور مَرْضَات میں تا ہی مزین ہے۔
(مَرْضَات (اور آگے مَنٰوة کو بھی (جو کہ طور پر واحد ہے) ماسبق میں بیان کرنا مناسب تھا مگر دانی رح کی اتباع میں اس جگہ ذکر فرمایا۔) اور ذَاتِ اور یَابَتِ اور وَلَاتَ حِینَ (ص ع) دراز تا سے ہیں۔ اور تم کہدو کہ وَمَنٰوةَ (نجم ع اجماعًا) بصورت ھا ہے۔ نصیر نے بھی اہل رسم سے روایت کر کے اس کی تائید کی ہے۔

خاتمہ

۲۷۹ تَمَّتْ عَقِیلَةُ أَتْرَابِ الْقَصَائِدِ فِی — أَسْنَى الْمَقَاصِدِ لِلرَّسْمِ الَّذِی بَهَرَا
۲۸۰ تِسْعُونَ مَعْ مِائَتَیْنِ مَعْ ثَمَانِیَةٍ — أَبْیَاتُهَا یَنْتَظِمْنَ الدُّرَّ وَالدُّرَرَا

ت:۔ قرآن کی رسم غالب سے متعلق قصیدہ بنام "عَقِیلَةُ أَتْرَابِ الْقَصَائِدِ فِی أَسْنَى الْمَقَاصِدِ"، پورا ہو گیا۔
(کتاب عقیلة کا ترجمہ یہ ہے:۔ بلاغت میں ہم مثل قصائد میں سب سے عمدہ قصیدہ جو نفیس ترین مقاصد میں ہے) اس کے کل اشعار ۲۹۸ ہیں جو موتیوں اور قطرات بارش کو پروئے ہوئے ہیں۔
(علامہ دانی رح کے مقنع کے متفرق مضامین کو مع زیادات کے اس عمدگی سے بیان کرنا معمولی کا نامہ

نہیں ہے ۔)

۲۸۱ وَمَا لَهَا غَيْرُ عَوْنِ اللهِ فَاخِرَةٌ   وَحَمْدِهِ أَبَدًا أَوْ شُكْرِهِ ذِكَرَا

۲۸۲ تَرْجُوْ بِأَرْجَاءِ رُحْمَاهُ وَنِعْمَتِهِ   وَلَسْنِ أَفْضَالِهِ وَجُوْدِهِ وَزَرَا

ت :۔ اس قابل فخر قصیدے میں اللہ تعالیٰ کی مدد، دائمی حمد اور نوع بہ نوع کے شکر کے سوا کوئی چیز نہیں (اسمیں فخر کی یہی چیزیں ہیں جس نے قصیدے کو قابل فخر بنا دیا۔) یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کے انعام اور اس کے بیشمار فضل واحسان اور جود وسخاوت کی جوانب ہی میں ٹھکانے کا امیدوار ہے ۔

۲۸۳ فشان شانُ مَرَامِيْهَا مُسَدَّدَةٌ   فَقَدْ أَنْ نَاظِمُهَا فِيْ عَصْرِهِ عَصَرَا

ت :۔ اس قصیدے کے ناظمؒ کے زمانہ تصنیف میں بے ٹھکانہ ہوتے ہوئے بھی اس کے تیروں (الفاظ ومسائل) پر کسی نے عیب نہیں لگایا (یعنی مضامین بالکل درست ہیں۔ علامہ شاطبیؒ اس قصیدے کی تصنیف کے وقت کے اپنے احوال کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں۔

جب موصوف اول اول مصر میں تشریف لائے تو آپ کی تبحر علمی کی تاب نہ لا کر وہاں کے علماء و قراء حسد کرنے لگے، یہ بڑا سخت اور آزمائشی دور تھا، آپ کا کوئی ساتھی نہ تھا اسی زمانہ اور حالت میں اس قصیدے کی تصنیف ہوئی ۔

۲۸۴ غَرِيْبَةٌ مَا لَهَا مِرْآةٌ مُنَبِّهَةٌ   فَلَا يَلُمْ نَاظِرٌ مِنْ بَدْرِهَا سَرَرَا

۲۸۵ فَقِيْرَةٌ حِيْنَ لَمْ تُغْنِ مُطَالَعَةً   إِلَى طَلَائِعِ لِلْإِغْضَاءِ مُعْتَذِرَا

ت :۔ قصیدہ .... اجنبی ہے اس کا کوئی آئینہ مخبر نہیں (کوئی مصلح نہیں ہے) لہٰذا اس کے بدر (کامل یعنی مضامین) میں جھائیں (یا گھٹاؤ) دیکھنے والا ملامت نہ کرے ۔ (مشاطگی کرنیوالی عورت کے ہوتے ہوئے آئینے کی ضرورت نہیں ہوتی، جس کا کوئی نہیں ہوتا اسے اپنے چہرے کے حسن وقبح دیکھنے کے لئے آئینہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے، عرب میں ایسے کے لئے ایک مثل بن گئی "وما لها مرآة منبهة"۔ .... سرر بمعنی جھائیں اور سیاہی۔ چاند میں بھی داغ ہوتا ہے۔ نیز بدر کامل کے بعد چاند کے گھٹاؤ کو سرر کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ نقص وعیب سے کوئی چیز حتی کہ چاند جیسی روشن چیز بھی "سرر" سے خالی نہیں، پھر یہ کہ حضرت علامہ شاطبیؒ نابینا تھے، آپ کے ساتھ کوئی ساتھی اور رفیق کار بھی نہ تھا جو مراجعت کتب میں اور لکھنے لکھانے میں معاون ہوتا، اس قصیدے کی تصنیف میں آپ نے مُقْنِعْ کے صرف انہی مضامین ومسائل پر اعتماد فرمایا جو آپ کے حافظہ میں تھے۔ علامہؒ نے اپنا عذر بیان فرما دیا لہٰذا اگر کسی کو اسمیں کچھ نقص نظر آئے تو اسے درست کر دیں اور چشم پوشی سے کام لیں ۔)

یہ قصیدہ چشم پوشی کے لشکر کا محتاج ہے دراں حالیکہ یہ عذر کو قبول کرنیوالی ہو، جبکہ یہ قصیدہ مطالعہ کتب کے ذریعہ مستغنی نہیں کیا گیا ۔ (پہلے معلوم ہوا کہ غریب الوطنی اور نابینائی کی حالت

میں یہ قصیدہ تصنیف ہوا، نہ کتابیں تھیں اور نہ ہی ذریعۂ مطالعہ و موقعہ، لہٰذا عذر معقول ہے چشم پوشی سے کام لینا چاہیے۔)

۲۸۶ كالوصل بين صلات المحسنين بها
 ظنًّا وكالهجر بين المهجرين سوى

۲۸۷ من عاب عيبًا له عذر فلا وزرا
 ينجيه من غرمات اللوم متّزرا

۲۸۸ وإنما هي أعمال بنيّتها
 خذ ما صفا واحتمل بالعفو ما كدرا

۲۸۹ إن لا تقذّي فلا تقذي مشاربها
 لا تنزرن نزورًا إذ ترى غزرا

ت:۔ یہ قصیدہ محسنین کے احسانات کے درمیان تو وصل (محبوب) کی طرح ہے جو اس سے حسن ظن رکھتے ہیں اور جو ھجر اور فضول گوئی کرنے والے ہیں جاری ہونے کے اعتبار سے (یعنی گفتگو میں) ان کے درمیان ہجر و جدائی (محبوب کے فراق کے رنج و غم) کی طرح ہے (محبت میں محبوب کی ہر شی کے ساتھ حسن ظن ہوتا ہے، عداوت میں اچھی چیز بھی بری لگتی ہے، حسن ظن رکھنا چاہیے۔) جس نے صاحب عذر پر اعتراض کیا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے جو اسے ملامت کی تکلیفوں سے بچالے در اں حالیکہ وہ بدلہ لینے والا ہو، (یعنی عذر خواہی کے بعد بھی اگر کوئی ملامت اور اعتراض کرے تو وہ خود ہی خطا وار سمجھا جائے گا۔ اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا، مُتَّئِرًا دراصل مُتَثَئِّرًا تھا ادغام کے بعد مُتَّئِرًا ہوا، ثَأرٌ بمعنی خون کا بدلہ لینا۔) اور یہ قصیدہ ... تو صرف ایسے اعمال ہیں جو اپنی نیّت کے موافق ہیں (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات) لہٰذا جو مضامین صاف و صحیح ہوں انھیں لے لو۔ اور ناصاف و پراگندہ ہوں، انھیں عادت عفو سے برداشت کرلو، اگر تم اس کے گھاٹوں سے تنکا نکالتے نہیں تو (کم از کم) تنکا تو نہ ڈالو۔ (یعنی اگر مصلح نہیں بن سکتے تو معترض نہ ہو) تم کمزور اور کم دودھ دینے والے جانور کو کمتر اور حقیر نہ سمجھو تا وقتیکہ زیادہ دودھ دینے والے کو نہ پالو۔ (یہ شعر دو بلیغ تمثیلوں پر مشتمل ہے، یعنی جب تک اعلیٰ نہ ملے ادنیٰ ہی سے کام چلانا چاہیے۔ یہی عقلمندی ہے۔ اس کے مصداق نہ ہونا چاہیے کہ دودھ کھائیں گے گھی سے ورنہ جائیں گے جی سے"۔ مرا بخیر تو امید نیست، بدمرساں!!)

۲۹۰ والله أكرم مأمول ومعتمد
 ومستغاث به في كل ما حذرا

۲۹۱ يا ملجأ الفقراء والأغنياء ومن
 ألطافه تكشف الأسواء والضررا

۲۹۲ أنت الكريم وغفار الذنوب ومن
 يرجو سواك فقد أودى وقد خسرا

۲۹۳ هب لي بجودك ما يرضيك متّبعًا
 ومنك مبتغيًا وفيك مصطبرا

ت: اللہ تعالیٰ ان سب سے بہتر ہیں جو امید و اعتماد کے قابل ہیں۔ اور ہر دہشت والی چیزوں میں وہی مُستغاث ہے۔ اے فقراء اور اغنیاء کے ملجا (اور ٹھکانا) اور اے وہ ذات جس کے

الطاف، تکالیف ونقصانات کو دور کردیتی ہیں!! آپ ہی کریم اور غفار الذنوب ہیں، جو آپ کے ماسوا سے امید رکھے وہ خائب وخاسر ہے۔ اپنی بخشش کے صدقے آپ وہ عطا فرمادیجئے جو آپ کو راضی کردے دراں حالیکہ میں متبع ہوں، آپ سے ہی طلبگار رہوں، اور آپ کی رضا میں صابر رہوں۔

٢٩٤ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مَنْشُوْرًا بَشَائِرُهُ ۔۔۔ مُبَارَكًا أَوَّلًا وَدَائِمًا أُخَرَا

٢٩٥ ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ سَيِّدِنَا ۔۔۔ مُحَمَّدٍ عَلَمِ الْهَادِيْنَ وَالسُّفَرَا

٢٩٦ تَنْدَى عَبِيْرًا وَمِسْكًا سُحْبُهَا دِيَمًا ۔۔۔ تُهْنِي بِهَا الْمُنَى غَايَاتِهَا شُكُرَا

٢٩٧ وَتَنْثَنِي نَتَعُمَّ الْآلَ وَالشِّيَعَ الْـ ۔۔۔ مُهَاجِرِيْنَ وَمَنْ آوَى وَمَنْ نَصَرَا

٢٩٨ تُضَاحِكُ الزَّهْرَ مَسْرُوْرًا أَسِرَّتُهَا ۔۔۔ مُعَرِّفَاعَنْ فِيْهَا الْآصَالُ وَالْبُكَرَا

ت:۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس تعریف کی خوشخبریاں پھیلی ہوئی ہیں، دراں حالیکہ آغاز میں بھی بابرکت ہے اور انجام میں دائمی ہے۔ پھر پسندیدہ ذات ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ کی بدلیاں (آپ) مشک وعنبر برساتی رہیں۔ اس صلوٰۃ کے ذریعہ امیدواروں کی انتہائی امیدیں بھی پوری کردی جائیں۔ دراں حالیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہوں۔ وہ رحمت کاملہ لوٹیں (اور آگے بڑھ کر) آپ کی آل اور آپ کے متبعین یعنی مہاجرین اور ٹھکانا دینے والوں اور مدد کرنے والوں (انصار) کو بھی عام ہو جائے، وہ صلوٰۃ کلیوں کو ہنسائے دراں حالیکہ اس کی (صلوٰۃ کی) لکیریں اور خطوط مسرور ہوں، دراں حالیکہ اس کی عمدہ ہوائیں صبح وشام خوشبو دینے والی ہوں=

ومراد [illegible] کے متبعین ہیں

وَآخِرُ دَعْوَانَا بِتَوْفِيْقِ رَبِّنَا ۔۔۔ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَحْدَهُ عَلَا

وَبَعْدُ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهُ ۔۔۔ عَلَى سَيِّدِ الْخَلْقِ الرِّضٰى مُتَنَخِّلَا

مُحَمَّدِ نِ الْمُخْتَارِ لِلْمَجْدِ كَعْبَةً ۔۔۔ صَلٰوةً تُبَارِي الرِّيْحَ مِسْكًا وَمَنْدَلَا

وَتُبْدِيْ عَلٰى أَصْحَابِهِ نَفَحَاتِهَا

بِغَيْرِ تَنَاهٍ زَرْنَبًا وَقَرَنْفُلَا

یا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ ویا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ محض اپنے فضل وکرم سے اس شرح کو قبولیت تامہ عطا فرمادیجئے، اور اپنی رضا کیلئے اسے زاد آخرت بنادیجئے۔۔۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْحَلِيْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔۔۔ آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

ابوالحسن اعظمی ۔۔۔ استاذ شعبۂ قراءت

فہرست عنوانات

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

گزارش

الحمدللہ علم تجوید وقرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری دیدہ زیب اوراعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں بآسانی دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں تو براہ راست بلاتکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاءاللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

قرآءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910